

- ۱- معادف فیچر ہر امام کیکم اور رسولہ تاریخوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے جو اسلام سے دلچسپی اور ملت اسلامیہ کا درد رکھنے والوں کے غور و فکر کے لئے اہم یامفید ہو سکتی ہیں۔
- ۲- پیش کیا جانے والا لوازمه بالعموم بلا تبصرہ شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، فقط، نظر خیال یا معلومات کے انتخاب کی وجہ سے ہمارا اتفاق نہیں اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی مدلل تردید یا اس سے اختلاف پر نہیں اواز مدد کو بھی جگدی جا سکتی ہے۔
- ۳- معادف فیچر کو ہتر بنانے کے لیے مفید معلومات کے حصول یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقدم کیا جائے گا۔
- ۴- ہمارے فراہم کردہ لوازمے کے مزید یا لیکن غیر تجارتی ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵- معادف فیچر کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عطیات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات قبول بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسوج اکیڈمی کو اچھی

اس سوئزر آپریشن کے لیے برطانوی وزیر اعظم ہبیر اللہ مکملس نے ملکہ کو اعتماد میں نہیں لیا تھا اور ان کی پارٹی میں بھی اس آپریشن پر بغاوت ہو گئی اور انہیں ۱۹۶۳ء میں استعفی دیا گیا۔ ان کے بعد کنزور یا پارٹی کی کے نام پر متفق نہ ہو سکی اور حکومت کی تشکیل کا بھرمان ییدا ہو گیا۔ اس وقت ملکہ الزبتھ نے آئین طور پر بادشاہت کو باخبر رکھنے کا معاملہ بھی اٹھایا اور نئے وزیر اعظم کے چنانہ کامیکزم نہ ہونے پر بھی بات کی، یوں ملکہ نے سیاسی کردار ادا کیا اور نئے وزیر اعظم کے لیے انھیں ایڈن کی نامزدگی ملکہ الزبتھ کی مداخلت پر ممکن ہوئی اور سیاسی بھرمان کا خاتمه ہوا۔ ملکہ الزبتھ کی زندگی کے ساتھ مزید کئی سیاسی تباہات جوڑے جاتے ہیں اور یہ سب فلموں اور ڈراموں میں دکھائے جا سکتے ہیں۔ لارڈ ماونٹ بیٹن کا بیک آف انگلینڈ اور کئی باش مشخصیات کے ساتھ مل کر حکومت گرانے کا منصوبہ اور ملکہ الزبتھ دوم کی طرف سے ان کی سرزنش کا واقعہ نیٹ فلکس پر دکھائی گئی ڈرامہ سیریز دی کوئین کی وجہ سے مشہور ہوا، لیکن اس کا کوئی دستاویزی ثبوت موجود نہیں۔

اندروںی صفحات پر

- میں نے ملکہ کا بیکاٹ کیوں کیا؟
- ٹرانس جیڈر ہیں کون؟
- ٹرانس جیڈر رائیکٹ۔۔۔ پوکھی لڑائی
- ٹرانس جیڈر رائیکٹ کا اصل مسودہ
- ٹرانس جیڈر رائیکٹ مجھ یہ ۲۰۱۸ء میں تراجمیم توں: النہضہ کے لیے اصلاحات ناگزیر!
- یورپی اتحاد آخري سماں میں لے رہا ہے؟
- چین میں کیونزم: نارکی نظریات کا ابتدائی مرحلہ نو ہند تو۔۔۔
- ایران امریکا میں: کیا گھاٹا پورا کرے گی؟

پندرہ فروریہ کراچی

معارف فیچر

MA'ARIF FEATURE

نائب مدیران: معمن ظفر خان، سید سعیف اللہ حسینی، نوید نون۔ معاون مدیران: غیاث الدین، محمد عییاد فاروقی

ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بی، ایریا، کراچی۔

فون: ۰۳۶۸۰۹۲۰۱-۰۳۶۳۸۹۸۳۰-۰۳۶۳۸۹۸۳۰، فیکس: ۰۹۲-۲۱۳۶۳۸۹۸۳۰،

برقی پاپ: www.irak.pk، ویب گاہ: irak.pk@gmail.com

آصف شاہد

کنگ چارلس: قدم جمنا آسان نہ ہو گا!

لے گئیں۔ یہ ملکہ الزبتھ دوم ہی تھیں جنہوں نے اپنے پتوں سے سو شش میڈیا پر کاؤنٹ ہوئے۔

دوسرے چیلنج سکرٹی ہوئی سلطنت تھی کیونکہ تیزی سے ریاستیں آزاد ہو رہی تھیں اور مختلف ریاستوں اور ملکوں کی آزادی کے ساتھ بادشاہت پر بھی سوال اٹھا رہے تھے۔

تاج برطانیہ کے زیر لگلیں علاقے سکرٹری ملکوں تک رہ گئے تھے۔ ملکہ الزبتھ دوم نے دولت مشترکہ کو اپنا اولین ہلف بنا یا اور

آن جب وہ ملکہ نہیں رہیں تو دولت مشترکہ کے ملکوں کی تعداد ۸ سے بڑھ کر ۵۲ ہو گئی ہے۔ دولت مشترکہ کے رکن ممالک کی

تعداد بڑھنا اس لیے اہمیت رکھتا ہے کہ جب بادشاہت پر سوال اٹھا رہے تھے اور اس کی سیاسی بیانات کمزور پڑ رہی تھی تو ملکہ الزبتھ نے دولت مشترکہ کو آزاد ملکوں کا ایک دوست گروپ پر بنادیا اور

اس گروپ کو مضبوط کر کے انہوں نے برطانیہ میں بادشاہت کے جواز کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اس ادارے کو بھی جدید بنادیا۔

عام تاثر یہ ہے کہ ملکہ یا شاہی خاندان کا ملکی سیاسی معاملات میں کوئی دخل نہیں لیکن سوئزر بھرمان میں یہ کردار دیکھنے کو ملا۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو برطانیہ اور فرانس نے اسرائیل

کے ذریعے مصر پر حملہ کرایا، جس کی وجہ یہ تھی کہ صدر جمال عبدالناصر نے سوئزر لیکنال کو قومی ملکیت میں لے لیا تھا جس پر

ملکہ الزبتھ دوم کی تاج پوشی کی تقریب وزیر اعظم نہیں چڑھل کی مخالفت کے باوجودی وی پر برادر است نشر کی گئی اور کروڑوں لوگوں نے اسے دیکھا۔ ملکہ الزبتھ دوم ہی پہلی

شاہی شخصیت ہیں جن کا کرسیں کا پیغام ہی وی پر شر ہوا اور جنہوں نے بھی سی کی ٹیم کو خود بلا کر اپنے معمولات پر

بلانا پڑیں اور اسرائیل نے جزیرہ نما میں بینا خالی کر دیا۔

۹۶ برس کی عمر میں انتقال کرنے والی ملکہ الزبتھ دوم نے

۰۷ سال سے زیادہ عرصے تک حکمرانی کی اور ایسے وقت میں تخت و تاج سنبھالا جب دنیا کے مختلف خطوں میں بادشاہ اور ملکہ بظاہر سیاسی طور پر بہت با اختیار تھے لیکن اقتدار پر ان کی

گرفت کمزور پڑنا شروع ہو گئی تھی۔

الزبتھ دوم نے جب تاج پہننا تو بادشاہت کو کوئی طرح کے خطرات در پیش تھے، میڈیا زور پکڑ رہا تھا اور بھی بھی قابل

گرفت نہ سمجھے جانے والے ادارے اور بادشاہت میں دباؤ کا شکار ہو رہی تھیں۔ عوام کی بڑی تعداد بھی بادشاہت کے ساتھ پہلے والا کا اور انسیت ظاہر نہیں کرتی تھی۔ لہذا یہ وہ وقت تھا جب برطانوی سلطنت سکرٹری تھی اور سماج بدل رہا تھا۔

ملکہ الزبتھ دوم میں خطرات کو موقع میں بد لئے ایک خداداد صلاحیت تھی، جس نے ان کے اقتدار کو نہ صرف دام بخش بلکہ وہ بادشاہت کے ادارے کو بھی بچانے میں کامیاب رہیں۔ جو میڈیا بادشاہت سے متعلق زیادہ اچھا رہیں رکھتا تھا ملکہ الزبتھ دوم

نے اسی میڈیا کو شاہی خاندان کا امتحنہ برہتر کرنے پر کا دیا۔ ملکہ الزبتھ دوم کی تاج پوشی کی تقریب وزیر اعظم نہیں

چڑھل کی مخالفت کے باوجودی وی پر برادر است نشر کی گئی اور کروڑوں لوگوں نے اسے دیکھا۔ ملکہ الزبتھ دوم ہی پہلی

شاہی شخصیت ہیں جن کا کرسیں کا پیغام ہی وی پر شر ہوا اور جنہوں نے بھی سی کی ٹیم کو خود بلا کر اپنے معمولات پر

ڈاکوٹری بیوائی اور شاہی خاندان کو برطانوی عوام کے قریب

معاہدے کو برقرار رکھنے کی بات بھی کی تھی۔
۲۰۲۰ء کے اکنا مک فورم میں انہوں نے ایک جذباتی تقریبی کی تھی کہ کیا ہم تاریخ میں اپنا نام اس حوالے سے لکھوانا پسند کریں گے کہ جب دنیا تباہی کے دہانے پر تھی اور ہم اس تباہی کو روکنے کے قابل تھے لیکن ہم نے کچھ نہیں کیا۔

میں تو کم از کم ایسا نہیں چاہوں گا۔
تلقید اور کئی بار تحقیک کے باوجود شہزادہ چارلس سوم نے ماحولیات سے متعلق مہم کو جاری رکھا۔ ۲۰۲۱ء کی گلائیکوں کا فرنٹ میں بھی انہوں نے ممالک پر زور دیا کہ وہ صنعتوں کو ماحولیاتی مسائل کے حل پر راغب کریں۔ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے علم ہے کہ اس مقصد پر اربوں نہیں کھربوں خرچ ہوں گے لیکن ہمیں جتنی نیادوں پر کام کرنا ہو گا۔

کنگ چارلس سوم ماحولیات کے علاوہ جینیاتی طور پر موڈیا یونیورسٹی فضلوں سے لے کر ہمیوپیٹھک ادویات تک کئی طرح کے موضوعات پر کھل کر بولتے رہے ہیں اور ملکہ الزبتھ دوم کے برکس فیملہ کن انداز اپناتے ہیں۔ الزبتھ تو تاثرات تک چھپانے کی کوشش کرتی تھیں مگر شہزادہ چارلس کہہ چکے ہیں جب وہ بادشاہ بنے تو وہ اپنی والدہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عدم مداخلت کو اپنائیں گے۔

(حوالہ: ”دان نیوز ڈاٹ میڈی“، ۹ ستمبر ۲۰۲۲ء)

میں ہر چیز کے بارے میں اپنے غصے کا اظہار کرنے کے لیے گھر پر ہی رہا۔ صدیوں سے برطانوی مالی امداد سے چلنے والی غلامی اور بے شرم استغفاریت کے خلاف احتجاج کیا جس کی نمائندگی شاہی خاندان کرتا تھا۔ واضح طور پر، میں نے اس کی شفاقتی معاشرے کی قدر کی جس میں میں رہتا تھا۔ میں نے اس بات کی تعریف بھی کی کہ پرانس ایڈورڈ ایک کثیر الشفاقتی سرکاری اسکول تھا۔

تاہم، میں نے ایک ایسی نظر تنقیح کھینچ دی جہاں انگلینڈ کی ملکہ یا برطانوی شاہی خاندانوں کے بارے میں تقدیم کی جاتی تھی۔ مجھے ملکہ، یا ایڈورڈ کے دیوک سے نفرت نہیں تھی جو اس کے ساتھ آیا تھا، لیکن میں اس پر انداز حکومت سے نفرت کرتا ہوں جس کی وہ نمائندگی کرتی تھیں۔ اور مجھے یقین نہیں تھا کہ وہ سفید فام بالادستی کے خلاف ہماری طویل اور مشکل جدوجہد کی مجاہت کر سکتی ہیں۔

مجھے یقین تھا کہ ملکہ کبھی بھی ہماری طویل جدوجہد کو تسلیم کریں گی۔ اس نے صدیوں سے جاری جگہ کی تلافی کرنے کی کوشش نہیں کی تھی، جس نے اسے کافی دولت اور سفید فام

یہ سوال بھی بتا ہے کہ ملکہ الزبتھ دوم کو برطانیہ اور دولت مشترکہ ممالک میں جو پیار اور احترام حاصل تھا کیا اور یہاں گل چارلس کے لیے بھی ہو گا؟ لیکن چارلس نے پہلے شاہی فرمان میں اسی کی توقع کی ہے۔

ملکہ الزبتھ دوم نے چارلس کو اس دن کے لیے طویل عرصے سے تیار کرنا شروع کیا تھا اور انہیں دولت مشترکہ کی سربراہی سونپی تھی۔ شہزادہ چارلس بھی اپنے دور اقتدار کے لیے دولت مشترکہ کو اولین ترجیح بنائے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ماحولیات ان کا دوسرا بڑا منشی ہے اور انہوں نے چھوٹے جائز اپر مشتعل مکونوں کے طلبہ کے لیے کائنیں ایکشن اسکاراشرپ کا ایک سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے۔

کنگ چارلس سوم نے ماحولیات سے متعلق مہم ۱۹۲۸ء سے شروع کر رکھی ہے۔ دنیا بھر میں انہوں نے مختلف مقامات پر خطابات کیے اور ان کا لہجہ اور جملے ایک ولی عہد یا بادشاہ جیسے نہیں بلکہ ہم جو جیسے تھے۔ ان کی اس مہم کو کچھ لوگ سیاسی انداز سے دیکھتے ہیں۔ کئی مکونوں میں ماحولیات ایک سیاسی مسئلہ بن چکا ہے۔ کنگ چارلس سوم ۲۰۱۵ء کے پیرس صدر ڈونلڈ ٹرمپ اس معاہدے کے خلاف تھے، لیکن اس کے باوجود شہزادہ چارلس نے ۲۰۱۹ء میں ٹرمپ سے اس

ای طرح سرفوش چرچل کی طرف سے ملکہ پر حاوی ہونے کی کوشش کا قصہ بھی بیان کیا جاتا ہے لیکن ملکہ اور چرچل کی دوستی اس سے زیادہ مشہور ہے اور چرچل کے جنازے کے لیے ملکہ الزبتھ دوم کا پر ٹولوں کو بالائے طاق رکھنا تاریخ کا حصہ ہے۔ برطانوی شاہی روایات کے مطابق ملکہ بادشاہ کسی بھی تقریب میں پہنچنے والا آخری فرد ہوتا ہے لیکن ملکہ الزبتھ دوم چرچل کے جنازے میں اس روایت کو توڑ کر پہلے پہنچپیں تاکہ اس کے خاندان کو تسلی دے سکیں۔

ملکہ کے بعد ان کے بڑے بیٹے چارلس بادشاہ بن گئے ہیں اور انہوں نے چارلس سوم کا لقب اختیار کیا ہے۔ وہ اگلے چند ہفتوں میں تاج پوشی کی تقریب بھی سجا کیں گے اور ۱۹۶۱ء میں چارلس دوم کے لیے بنا یا گیا وہی تاج پہنیں گے جو سونے اور جواہرات سے جڑا لیکن اس قدر بھاری ہے کہ اسے پہن کر سر اٹھانا بھی ایک مرحلہ ہے۔ یہ تاج ملکہ الزبتھ دوم نے بھی پہنانا اور الزبتھ دوم کے والد بادشاہ جارج ششم نے بھی پہنانا۔

اس تاج کا وزن اپنی جگہ، گراس کے ساتھ بادشاہت کا بھاری بوجہ بھی کنگ چارلس سوم کے سر اور کانہ ہوں پر ہو گا۔ لوگ ملکہ الزبتھ دوم کے طویل اقتدار کے عادی ہو چکے ہیں اور کیا کنگ چارلس سوم ملکہ الزبتھ دوم کی طرح ذمہ دار یا نجھا پائیں گے؟ یہاں سوال ہے جس پر سب کی نظریں ہیں۔

میں نے ملکہ کا بائیکاٹ کیوں کیا؟

میں نے اس کو ایک قابلِ نہمت اور بے کار مشتی سمجھا کہ اگر ملکہ ہمارے اسکول آنا چاہتی تھیں اور ہمارے ساتھ گانا بھی چاہتی تھیں، تو انہوں نے ہمارے قومی ترانے کو سیکھنا کیوں ضروری نہیں سمجھا؟

ہمارا اسکول ۱۸۹۸ء میں سلیسبری گرامر کے نام سے نوا آبادیات کے ابتدائی دنوں میں قائم کیا گیا تھا۔ تاہم ۱۹۲۵ء میں چھٹی (عمر ۱۲ سال) کا طالب علم تھا، جب ملکہ الزبتھ دوم نے اکتوبر ۱۹۹۱ء میں ہمارے اسکول کا دورہ کیا۔ زمبابوے اس سال دولت مشترکہ کے سربراہیں حکومت کے اجلاس کی میزبانی کر رہا تھا اور ملکہ دولت مشترکہ کے سربراہ کے طور پر شریک تھیں۔

اس اہم موقع کی تیاری میں، ہمارے سخت گیر ہیڈ ماسٹر، کلائیو بارنس، نے اس بات کو یقینی بنا یا کہ طبلہ برطانیہ کے قومی ترانے کا فیصلہ کیا۔

Tati Mhaka

ملکہ الزبتھ دوم نے ہمارے شہر میں موجود میرے اسکول کا دورہ کیا۔ اس موقع پر ہیڈ ماسٹر چاہتے تھے کہ ہم برطانوی ترانے کیوں نہیں۔ اس پر میں نے احتجاج کیا۔

عزیز شاہی خاندان

میں زمبابوے کے ہمارے شہر میں پرانس ایڈورڈ اسکول میں چھٹی (عمر ۱۲ سال) کا طالب علم تھا، جب ملکہ الزبتھ دوم نے اکتوبر ۱۹۹۱ء میں ہمارے اسکول کا دورہ کیا۔ زمبابوے اس سال دولت مشترکہ کے سربراہیں حکومت کے اجلاس کی میزبانی کر رہا تھا اور ملکہ دولت مشترکہ کے سربراہ کے طور پر شریک تھیں۔

اس اہم موقع کی تیاری میں، ہمارے سخت گیر ہیڈ ماسٹر، کلائیو بارنس، نے اس بات کو یقینی بنا یا کہ طبلہ برطانیہ کے قومی ترانے کو کیا۔ Queen the Save God

کیم و ۱۶ ستمبر ۲۰۲۲ء

ٹرانس جینڈر ہیں کون؟

ڈاکٹر جوہیرہ سعید

ذائقی پسند ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں۔ اس ناخوشی کو Gender dysphoria کہا جاتا ہے۔ یہ افراد اپنی مرضی سے اپنی صنف کا تین کرتے ہیں۔

مرد ہوتی عورت ہیں جاتے ہیں، عورت ہوتی مرد۔ کچھ ایسے ہیں جو مرد یا عورت، دونوں ہی کا فیصلہ نہیں کرتے۔ یہ خود کو Non Binary کہتے ہیں۔

ایسے افراد کی رائے ظاہر ہے کہ وقت، حالات اور ظرفیات کے اعتبار سے بدل بھی سکتی ہے۔ یہ افراد بھی صرف مختلف صنف کا حلیہ اور افعال اختیار کرتے ہیں اور کبھی سر جری یا بار مون کے ذریعے اپنے اندر ورنی و بیرونی اعضا میں تبدیلی لے آتے ہیں۔

ٹرانس جینڈر کا اسلام سے کیا مسئلہ ہے؟

اسلام میں مرد و عورت کے درمیان پردے اور اختلاط کے علاوہ شادی بیانہ اور وراثت وغیرہ کے قوانین ہیں۔

سوچیے، ایک مردکل کو عورت بننا پسند کرتا ہے تو وہ عورتوں کے با تحریم، ان کے سومنگ پول ان کے جم وغیرہ میں جائے گا، اس کی شادی کس سے ہوگی؟ اگر وہ خود کو عورت قرار دے کر کسی مرد سے شادی کرتا ہے تو کیا یہ ہم جنس پرستی نہیں ہے؟ کیونکہ کسی سر جری یا بار مول تحریک اپی سے اس کی حقیقت جنس تو تبدیل نہیں ہوگی، صرف ہیئت میں تبدیلی واقع ہوگی۔

ایک اہم غلط فہمی کو سمجھیے

دنیا میں ٹرانس جینڈر قوانین بیدائشی خواجہ سرا یعنی اندر سیکس افراد کے تحفظ کے لیے نہیں بنائے گئے۔ وہ تو میدیکی اور فریلکی اس طرح ہیں اور تعداد میں اختیائی کم ہیں۔ ترقی یافتہ دنیا میں ان کے حوالے سے وہ مسائل نہیں جو ہمارے بیان میں۔ ترقی یافتہ دنیا میں ٹرانس جینڈر قوانین اختیاری ہیں اور یہ صرف صفتی انتخاب تک محدود نہیں بلکہ جنسی رجحانات تک پھیلتے ہیں۔ اس لیے ٹرانس جینڈر کے ساتھ ہم جنس پرستی کو مکمل تحفظ عطا کیا جاتا ہے۔

آگے کیا ہونے والا ہے؟

آپ لوگوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ صرف ایک پہلو ہے۔ اور بہت آگے جاتا ہے۔ ایک ٹرانس جینڈر عورت اصلاً مرد ہونے کی وجہ سے بچ پیدا کرنے پر قادر نہیں، اس وجہ سے وہ بچہ پیدا کرنے کے لیے Egg کسی سے صدقے میں لیتا

آئیے آج آسان اور واضح الفاظ میں سمجھتے ہیں۔

مرد یا عورت کی جنس کا تعین استقرارِ محل یعنی پہلے غلیے / جنین کے بننے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ مال اور باپ سے آنے والے سیکس کرو موسوم ہوتے ہیں۔ انہی کرو موسوم کی وجہ سے جنین میں مرد یا عورت کے اندر وہی اور بیرونی اعضا اور ہار مونز وغیرہ بنتے ہیں۔ اور وہ بیدائش کے وقت یا بلوغت کے ایام میں مرد یا عورت کی صنف کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔

اس نظام یا ہار مونز وغیرہ میں خرابی کی وجہ سے کچھ بچوں کی جنس میں ابہام پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ابہام بھی بیدائش کے وقت نظر آتا ہے اور بھی بلوغت سے پہلے ظاہر نہیں ہوتا۔

اندر سیکس یا ہر ما فروڈ اسٹ

ایسے افراد جو بیدائشی طور پر اپنی کسی اپنار میلیٹی کی وجہ سے صفتی ابہام (Sexual ambiguity) کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو ہر ما فروڈ اسٹ یا اندر سیکس کہا جاتا ہے۔ ان میں اپنار میلیٹی کے اعتبار سے شدوں کا فرق ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں فقہا

نے ایسے افراد کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ وہ غالباً جنس / صنف اختیار کریں۔ اور معاشرہ خدا ختنی رکھتا ہو تو ان کو اسی حالت کے ساتھ عزت سے جیئے کا حق دینے والا ہوتا چاہیے۔ البتہ ان کی مختلف ضروریات کے مختلف ہار مونل یا سر جیکل طریقے موجود ہیں جو کچھ معاملات کو آسان کر دیتے ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ ہمارے معاشرے میں شدید امتیاز بھی برداشتیا اور ان کو زندگی کے بنیادی حقوق تک سخرم رکھا گیا۔

سکس جینڈر (Cis gender)

یہ وہ افراد ہیں جو بیدائشی طور پر اور جسمانی طور پر مکمل مرد یا عورت پیدا ہوئے اور اپنی اس صفتی شاخت پر راضی ہیں۔ ان میں میرے اور آپ جیسی اکثریت شامل ہے۔

ٹرانس جینڈر

ایسے افراد ہیں جو بیدائشی طور پر، جسمانی اور ہار مونز کے اعتبار سے مکمل عورت یا مرد کی جنس کے ساتھ پیدا ہوئے۔ مگر بڑے ہو کر کسی نفیساتی الجھن یا پیچیدگی، معاشرتی دباؤ، ٹرینڈ،

لوگوں کی حمایت کرنے کا استحقاق فراہم کیا تھا۔ میں نے عام برطانویوں کو ہمارا قومی تراث نہ مجاہتے یا کسی افریقی ملکہ یا بادشاہ کے خوف میں کھڑے ہوتے نہیں دیکھا، جیسا کہ ہم سے ملکہ الٹریچ کی موجودگی میں موقع کی جاتی تھی۔ اس لیے میں اس سے ملنے کے لیے خوب کو تیار نہ کر سکا۔

میں جانتا تھا کہ ۱۲ سالہ نوجوان کے علمتی احتجاج سے کچھ تبدیل نہ ہو گا۔ پھر بھی میں نے اپنے ضمیر کی پیروی کرنے اور ملکہ اور شاہی خاندان کے خلاف منحرف موقف اختیار کرنے کا تھیہ کر کھا تھا۔

میں احتجاجاً گھر پر ہا اور مجھے اس فیصلے پر افسوس نہیں تھا۔ آج، میرے خاندان کے افراد برطانیہ کی نوابادیاتی پالیسیوں کی وجہ سے غربت اور محرومی کی زندگی سر کر رہے ہیں۔ افریقا میں بہت سے لوگوں کی طرح، ہماری آبائی زمینوں سے نکلنے والی معدنی اور ریزی دولت اور کم اجرت والی محنت نے شاہی خاندان کو سرمایہ اور طاقت فراہم کی ہے اور برطانیہ کی صنعت کاری کو کامیاب کیا ہے، جس سے ہمیں ناقابل یقین حد تک غربت اور حق رائے دہی سے محروم رکھا گیا۔

میں نے ہمیشہ محسوس کیا ہے کہ شاہی خاندان اور برطانیہ کو ہمیں غلام بنانے اور نوابادیات قائم رکھنے کے لیے ناقابل مشروط معافی اور معاوہ صدقیں کرنا چاہیے۔

میں نے پڑھا ہے کہ ملکہ ان بھدوں نے میمیڈ طور پر ملک (Black Lives Matter Movement) کی حمایت کی تھی۔ کنگ چارلس سوم نے، بطور شہزادہ گزشتہ نومبر میں، غلامی کو خوفناک قرار دیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ برطانیہ نے تقریباً دو صدیاں قبل غلامی کے خاتمے کا ایک پاس کیا تھا۔ اس کے باوجود شاہی خاندان غلامی کے لیے معافی مانگنے اور معاوہ صدقی کی فراہمی سے قاصر ہا ہے۔

محض یہ ناگوار و شرم ناک محسوس ہوتا ہے کہ ملکہ ان بھدوں کو خرید و فروخت پر جمع کی گئی ہے۔ مجھے یہ گھناؤتا کار و بار لگتا ہے کہ شاہی خاندان، تمام مقاصد کے لیے، ایک بچھتی پھولتی ۲۸ بیلین ڈالر کی تجارتی سلطنت ہے۔ یہ بات نہایت شرم ناک ہے کہ برطانیہ کی پرانی نوابادیات میں شاہی خاندان کے ادارے کو شامل کرنے کا آج بھی کوئی اخلاقی جواز ہے۔ میں یہ ۱۳ اسال پہلے نہیں کر سکا تو اب کیسے کروں گا؟

"Why I boycotted the queen".
("aljazeera.com". Sept. 9, 2022)

گزارے ہیں اور کئی برس سے ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں۔ چالندہ سایکاٹری میں ڈاکٹر کے پاس آنے والا ہر تیرسا بچہ اور بچی اپنی جنس تبدیل کروانا چاہتا ہے۔ کینڈیا جو کہ اس قانون کو پاس کرنے میں سب سے آگے ہے، وہاں، امریکا اور یورپی ممالک میں اسکلوں میں بچوں کی جیڈر چینج کی تقریب منعقد کی جاتی ہے اور اگر والدین اس سے خوش نہ ہوں تو ان کو مطلع کرنا بھی ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔ قانون، حکومت اور سارے امعاشرہ ان کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ بچے تیرسی چوتھی پانچ یہی جماعت کے نئے بچے بھی ہو سکتے ہیں۔

آپ اندازہ لگائے اگر یہ قانون انہیں الفاظ کے ساتھ پاکستان میں قائم رہا تو کیا صورتحال ہو گی؟ ۲۰۱۸ء سے لے کر کل کی تاریخ تک پاکستان میں اس قانون کی مخالفت صرف جماعتِ اسلامی کے سینیٹ مختار احمد خان نے کی ہے اور وہی تن تھا ان خطناک لوگوں کے طزو واستہزا اور مخالفت کا سامنا کر رہے ہیں۔

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے، آپ اس خطرے کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں، شش شش کر کے چپ کروائیں، یا سیاسی تعصبات کی وجہ سے مصلحت سے کام لیں، یا اپنے رہنماؤں پر زور ڈالیں کہ وہ اس مل میں نیادی نوعیت کی تراجمیں کریں۔



ہے۔ آخر میں اجتماعی اخلاق، سوسائٹی کے خواوباط اور حکومت کے قوانین سب سپرد़ التے جاتے ہیں۔ اس وقت صورتحال یعنی یہی ہے۔

شاید آپ میں سے کچھ لوگ یقین نہ کریں مگر اور اے لیولز کے طبلے و طالبات کا ایک دوسرا کو (Gay) یا (lesbian) کہنا آج سے دس سال پہلے بھی کافی نارمل تھا۔ مذاق میں عجیب و غریب حرکات کرنا اور پھر homo کی آوازیں کتنا اختریت یا کگڑاٹت سے آنے والے طبلے سے بھی یہ الفاظ مذاق میں سے تو حیرانی ہوئی کہ یہ با تو لبرل یا قدامت پسند پس منظر کھنے والے خاندانوں کے بچوں میں یکساں ہی پھیلی ہوئی ہے۔ یقین جانیے کہ دس سال میں صورتحال مزید خراب ہی ہوئی ہے۔ Snapchat، Twitter اور Instagram کی اس دنیا سے آپ ابھی واقف ہی نہیں ہیں۔

۲۰۱۸ء میں کی جانے والی یہ قانون سازی راتوں رات نہیں ہوئی۔ دینی طبقے کی معصومیت کہیے یا شریروں کی چالاکی، کہ کام تو عرصے سے خاموشی کے ساتھ چل رہا تھا۔

Furries کہا جاتا ہے۔ میں نے ایسے Furries اپنی آگھوں سے تفریجی مقامات پر گھومتے دیکھے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی Sexual fantasies بھی جانوروں کے ساتھ یا ان کی طرح جنسی تسلیم حاصل کرنے سے وابستہ ہوتی ہے۔

پاکستان میں کیا ہوا؟

پاکستان میں مذاق یہ ہوا کہ نگین جمنڈوں کے ساتھ چالاک لوگوں نے اندریکس لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر اپنی حیوانی خواہشات کی تسلیم کا انتظام کروایا۔ اور فرانس جیڈر ۲۰۱۸ء میں تمام بڑی پارٹیوں نے نہ صرف اسی ممتاز اصطلاح کے ساتھ عوام کو اعلیٰ میں رکھ کر پاس کروالیا۔ بلکہ آپ ویٹھیوں میں خود نہیں تو آپ کو علم ہو کہ تحریک انصاف کی وزیر شیریں مزاری صاحبہ واضح الفاظ میں کہہ رہی ہیں کہ زندگی میں اپنے مذہبی معاشرے کی شرط عائد نہیں کی جائی چاہیے۔

یہ بات اس اعتراض کے جواب میں کہہ رہی ہیں کہ حقیقی یا پیدائشی خواجہ سراوں کے لیے قانون بنائیں اور ان کو جنس کے انتخاب کا اختیار دینے سے قبل طبی معاملے سے یہ کنفرم کر لیں کہ وہ پیدائشی طور پر تمہم صنف کے ساتھ پیدا ہوئے بھی ہیں یا نہیں، تاکہ دوسرے نئیں پرست اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ آپ لوگوں کو اندازہ نہیں لیکن مغرب میں کئی برس

ہے اور اپسہم اپنادیتا ہے۔ اس جنین کو پروان چڑھانے کے لیے وہ کسی تیرسی اور عورت کا یوٹس ادھار لیتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائ سکتے ہیں کہ اس طریقے سے پیدا ہونے والے بچوں کا نسب، ان کی ماں اور باپ کا تعین زنا سے پیدا ہونے والے بچوں سے بھی گیا گزر اہوگا۔

ان کا حقیقی باپ کون ہے؟ اصل ماں کون ہے؟ کوئی ہے بھی یا نہیں؟ کیونکہ جس کا دعویٰ بہت سے کریں، اس کا کوئی بھی نہیں ہوتا۔

ایسے واقعات بھی ہیں کہ دو مردوں کی شادی کے بعد، ہم نسوانی غلیہ فراہم کرتی ہے اور ان کی ماں جنین کو اپنی کوکھ میں پالتی ہے۔ اس سے آپ اسفل سافلین کا اندازہ لگایجیے کہ ابھی تو ابتداء ہے، چند میں اور گزر گئیں تو کیا کیا سامنے آے گا۔

ابھی مغربی دنیا میں حال یہ ہے کہ زنانے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ سوچیے، اس قسم کے عمل سے پیدا ہونے والے بچوں کی روحانی، نفسیاتی، جسمانی اور جذباتی اٹھپنٹ کس قدر متاثر ہوگی۔ گویا نسل انسانی کی تباہی کا منصوبہ ہے۔

اس معااملے کو آگے بڑھائیں۔ مغرب یہاں تک رکا نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے گروپ اور افراد سامنے آ رہے ہیں جو خود کو جانور کے طور پر شاخت کروانا چاہتے ہیں۔ ان کو

ٹرانس جینڈر ایکٹ --- چوکھی لڑائی

حمزہ قریشی

اسلامی کے سینیٹ مختار احمد خان کو جاتا ہے جنہوں نے علماء و دینی جماعتوں کی توجہ جانب بالآخر مذہول کروائی۔

۲۰۱۸ء میں آئین کا حصہ بننے والا ٹرانس جینڈر ایکٹ اس وقت پورے ملک میں زیر بحث ہے۔ سینیٹ میں جماعت اسلامی کے رکن مختار احمد خان نے اس ایکٹ کو معاشرے کے لیے تباہ کن قرار دیتے ہوئے تراہم بھی پیش کی ہیں۔ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ بھارت کے مذہبی طبقے میں بھی ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے کافی اضطراب پایا جاتا ہے۔ یہ مضمون تحریر کرنے سے کچھ منٹ پہلے ہی ایک بھارتی عالم کی پوسٹ بھی دیکھی جس میں وہ مشورہ طلب کر رہے ہیں کہ اس موضوع پر خطبہ دینا چاہیے یا نہیں۔ سینیٹ میں کارکنان کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ پاکستانی فیس بک پر مختلف افراد نے اس معااملے کی عینی کو واضح کرنے کے لیے کئی مشارکوں کا بھی استعمال کیا ہے۔ اس حالیہ تحرک کا سہرا جماعت

الحتاج کرنے سے فوری طور پر تو یہ معاملہ دب جائے گا۔ اصل ضرورت اس وقت ایسے افراد کارکی بڑی بیانے پر تیاری ہے جو ہمارے ملک کے نظام کے اندر اور باہر دونوں جگہ رہتے ہوئے اس کو مکمل طور سے اسلامی بنانے کی کوشش کریں۔ یہ تو ایک چوکھی براہمی بن چکی ہے جس میں ہمیں ہر جا خدا پر لڑنا ہوگا۔ یاد رہے کہ ہماری سوسائٹی لبرل ازم کی زبانی خلافت کے باوجود کئی معاملات میں عملی طور پر برلن نظریے کا ہی اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ یہ مغرب کے تہذیبی غلبہ یا ہماری مروعیت کا ایک نمونہ ہے۔ اللہ پیائے، کہ کہیں فیمینزم بھی ہمارا یہی حال نہ کر دے۔



لیقیہ: / یورپی اتحاد آخري سائنس لے رہا ہے؟

یورپ میں روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی یہ تاریخی ہے کہ مستقبل میں یورپی اتحاد میں دراثت پڑے گی۔ تاہم کیا ایسا ہونا چاہیے، جنوبی یورپ میں بہت سے ایسے ہیں جو یہ سوچ رہے ہیں کہ یا جرمنی یا دوبارہ حفاظت دینے کے قابل ہو گا۔ جرمنی کی صفتیں کمزور پڑھی ہیں جب کہ عوام غربت کی طرف بڑھ رہی ہے، ہزاروں کرایہ دار مالک مکانوں کی ایسوی ایشن سے رابطہ کر رہے ہیں اور ان سے تو ناٹی کے اخراجات میں کمی کے لیے حکومت پر دباؤ ڈالنے کے سلسلے میں لا بنگ کرنے کا کہہ رہے ہیں۔

گرمیوں میں جرمن حکومت نے ایک مقبول ٹرین نکل کر متعارف کروایا جو پورے ملک میں تین مینے تک سفر کرنے کے لیے قابل استعمال تھا پیشکش اگست تک ختم ہو رہی تھی اور اس کے بعد حکومت یہ سہولت دوبارہ بھی پیش کرنے والی تھی لیکن جرمنی کے وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ یہ پیشکش اس قدر کم بجٹ میں ممکن نہیں ہے۔ اس صورتحال میں اگر جرمنی یورپی مالک کی دوبارہ حفاظت دیتا ہے تو اسے بڑے عوامی احتاج کا سامنا کرنا پڑے گا، یہ احتاج جرمنی کی حکومت اور یورپی اتحاد کے لیے پریشان کن ہو گا۔

یہ بات اب کمکل طور پر عیاں ہو چکی ہے کہ یورپی اتحاد اپنی آخري سائنس لے رہا ہے، اس صورتحال پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا تو ناٹی کے بھر جان کے ساتھ ساتھ عالمی موسیما تی تبدیل اور عالمی معيشت کا زوال اس اتحاد کو ریزہ کر دے گا؟ اور اس کا ممکن تین سالی جواب ہے۔۔۔ ہاں! (ترجمہ: سیما ختر) "Europe's fragile unity is fast passing its tipping point." ("trtworld.com". Aug. 24, 2022)

LGBTQ+rights تحریک کا اصل بیانیہ ہے۔ ان کے فکری اثر و ایلانی جیت کا اندازہ تو صرف اس سے ہی لگا بیجیے کہ ہم نے خوجہ سراؤں اور منش کے لیے transgender کی اصطلاح کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ ان کے حقیقی معنی میں برا فرق ہے۔ خوجہ سرایا یہ ہوں کے لیے مہذب انگریزی میں intersex کا لفظ ہے۔ جبکہ ٹرانس جنڈر تو یہ لوگ اس عورت یا مرد کو کہتے ہیں جو اپنی پیدائش کے وقت کی تفویض کردہ جنس، کے برخلاف 'محسوس' کرے۔ plus+LGBTQ میں queer سے مراد ہے۔ اور plus تو ان لاعداد اجناس کی طرف اشارہ کرتا ہے جو دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ دو سال پہلے کہیں پر ان اجناس (genders) کی تعداد ۵۰ کے لگ بھگ پڑھتی تھی۔ اب ایک اوپر مضمون کے مطابق یہ تین سو سے زائد ہیں۔

Queer theory تو انہلے عا، ماںکل و ارزر او جیوڈٹ بلار کا وہ 'تفہ' ہے جس نے مجموعی طور پر LGBTQIA+ تحریک کو فسیلانہ قوت اور عقلی دلائل دیے۔ ذوالعقلانی علی ہمہ کو واحد پوتا ذوالعقلانی جو نیز جو ایک دم سے ہمارے پنج کھجے سرخوں کے لیے امید بن گئے ہیں، اپنے آپ کو queer کہتے ہیں۔ محرب معیز اعوان نامی ایک مرد جس نے سر جری کرو اکر عورت کاروپ دھارا ہے (سر جری کے ذریعے جنس کو تبدیل کروانے والوں کو sexual-trans کہتے ہیں) مگر اس پر بھی خوش نہیں ہے۔ زکریا اور اس جیسے کئی ہم جنس پرست سوشن میڈیا پر خوجہ سراؤں کے حقوق کے نام پر اپنا یانی پیش کر رہے ہیں۔ عمومی طور پر یہ پوسٹ اسٹر کچرل ازم کا ہی سہارا لیتے ہیں۔ لبرل ازم پر تقدیر بھی کرتے ہیں۔

بہر حال، یہ اہم ہے کہ ہماری نوجوان نسل کی اکثریت اس تحریک سے نفرت رکھتی ہے۔ اس کا اظہار بھی کچھ نہ کچھ سوشن میڈیا پر ایسے نظر آیا کہ بظاہر مادرن اور جدید تعلیم یافتہ کئی لڑکے لڑکیوں نے ٹرانس جنڈر ایکٹ کے خلاف پوسٹ ہمیزیر کی۔ اس ضمن میں عوامی شعور کو بیدار اور دیگر کام کرنے کی ضرورت کا تواہل حل و عقد کو بخوبی اندازہ ہے۔

مگر ایک ایسے نوجوان کی حیثیت سے جس نے اس گروہ کے افراد اور کام کرنے کے طریقہ کار پر نظر رکھی ہے۔۔۔ کچھ کو کالج میں ساتھ پڑھتے دیکھا ہے۔ اور پھر ایک طویل عرصان دوستوں کے ساتھ گزارا جو خود بھی ان فتنہ پر لوگوں پر نظر رکھتے اور اس تحریک کے سد باب کرنے کی اپنی سی کوشش کرتے رہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ عوامی شعور کو بیدار کرنے اور

پاکستان کی تمام بڑی سیاسی جماعتوں پبلیز پارٹی، تحریک انصاف، اور نواز لیگ میں موجود ادنیں عناصر نے اس بل کو مل کر پاس کر دیا۔ ابھی بھی ایسی اطلاعات ہیں کہ امریکی سفارت کارہماری سیاسی قیادت سے اس قانون کی حفاظت کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

۲۰۲۱ء میں سینیٹر مشائق احمد خان کے سوال پر فرمائی کیا جانے والا ڈیپٹی نے اس معاملے کی حساسیت کو مزید واضح کیا ہے۔ ڈیپٹی کے مطابق پچھلے تین سالوں میں نادر کو حصہ تبدیلی کی قریباً ۲۹۰۰۰ درخواستیں موصول ہوئیں۔ ان میں صرف ۳۰ خواجہ سراؤں کی جانب سے تھی۔ باقی ۲۸۲۹۳ درخواست گزار پیدائشی طور پر مردیا خواتین تھے۔

۲۰۰۲ء میں چھپنے والے ایک ریسرچ پیپر میں تفصیل سے پاکستان میں کام کرنے والی این جی بی اوز، نیٹ ورکنگ، lobbying اور فرمز کے بارے تایا گیا۔ ان لوگوں کی تیاری کا اندازہ صرف اس بات سے ہو سکتا ہے حدود آرڈیننس کے خلاف منظم کام خیا کے زمانے میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ بنیظیر اور نواز شریف کے زمانے میں ذہن سازی تیز ہوئی (اس وقت کے کورٹ کیسز یاد کر لیجیے)۔ بالآخر ۲۰۰۶ء میں حدو دا رڈینس میں ترمیم منظور ہو گیں۔

ٹرانس جنڈر ایکٹ کوئی ہوا میں چلا یا تیرنہیں ہے۔ نہیں +LGBTQ میں چند ہنی بیاروں کے دماغ کی اختراق ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ LGBTQ rights کی جزایی Gay Rights کے نعرے میں پائی جاتی ہے۔ قوم الوٹ کا شرمناک عمل کرنے والوں کے حقوق کی بات اس وقت شروع ہوئی جب ۱۹۸۰ء کی دہائی میں چھیلے والی ایئر کی وبا کا اس وقت کے امریکی صدر ریگن نے کوئی خاص نوش نہیں لیا۔ جس کی وجہ سے کئی ہم جنس پرست چل بیسے۔ حکومتی عدم دلچسپی کی وجہ سے ہونے والی اموات نے (۱۹۹۰ء کی دہائی میں) اس تحریک کو Post Structuralist momentum دیا۔ فوکاٹ (۱۹۸۲ء-۱۹۸۴ء) وغیرہ کی تحریروں نے اس تحریک کو فسیلانہ بنیادیں عطا کیں۔ جیوڈٹ بل Judith Butler (۱۹۵۶ء تا حال) نے ۱۹۹۰ء کی دہائی میں اپنی کتابوں اور مضامین کے ذریعے اس خاکے میں رنگ بھرا۔ واضح رہے post-structural feminism کی بنیادیں ازام اور لبرل فیمینزم سے کافی الگ ہیں۔

دو جنس (یعنی مرد و عورت) کا انکار اور gender کو performative (مذہر ت، میں اس کا ارادو ترجیح نہیں ڈھونڈ پایا) کہنا، اس پوسٹ اسٹر کچرل فیمینزم اور اس سے ماخوذ

- (d) ملازم کو بطرف کرنا۔
 (e) ملازم کو کسی بھی دوسرے طرف سے منفی طریقہ عمل کا نشانہ بنانا۔
- ۱۰۔ حق رائے وہی۔** کسی بھی ٹرانس جینڈر پرسن کو قومی، صوبائی اور مقامی انتخاب میں ووٹ ڈالنے سے نہیں روکا جاسکے گا۔
- ٹرانس جینڈر پرسن کی پونک آئینہن تک رسائی قومی شناختی کارڈ میں اُس کی جنسی شناخت کے اندر اج کی بنیاد پر ہوگی۔
- ۱۱۔ عوامی عہدہ رکھنے کا حق**
- (1) کسی بھی ٹرانس جینڈر پرسن کو انتخاب کے ذریعے کوئی بھی عوامی عہدہ رکھنے سے محض جنسی شناخت کی پر روکنا امیازی سلوک کہلانے گا۔
- ۱۲۔ صحت عامہ سے متعلق سہولتوں سے مستفید ہونے کا حق**
- حکومت کسی بھی ٹرانس جینڈر پرسن سے امیازی سلوک کی روک تھام کے لیے درج ذیل اقدامات کرنے کی پابند ہوگی۔
- (a) طبی نصاب پر نظر ثانی اور ڈاکٹروں سمیت پورے طبی عملے کے لیے تحقیق کا اہتمام تاکہ وہ، پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کی طے کردہ حدود میں کام کرتے ہوئے، ٹرانس جینڈر پرسن کی ضرورت کے مطابق علاج کی سہولت فراہم کرنے کے اہل ہوں۔
- (b) اپستالوں اور دیگر طبی مرکزوں میں ٹرانس جینڈر پرسن کے لیے موزوں احوال کی فراہمی تیقینی بنانا۔
- (c) جنسی بنیاد پر فراہم کی جانے والی طبی اور فسی سہولتوں تک تمام ٹرانس جینڈر پرسن کی رسائی ممکن بنانا۔
- ۱۳۔ اجتماع کا حق**
- (1) حکومت پاکستان آئین کے آرٹیکل ۱۶ کے تحت ٹرانس جینڈر پرسن کے لیے اجتماع کے حقوق کا تحفظ تیقینی بنائے۔
- (2) حکومت ٹرانس جینڈر پرسن کا تحفظ تیقینی بنانے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گی۔
- (3) نظم عامہ برقرار رکھنے کے لیے بیان کردہ قوانین کی حدود میں رہتے ہوئے کسی بھی فرد سے محض جنسی شناخت کی بنیاد پر امیاز نہ بتانا، ہر اسال نہ کرنا۔
- ۱۴۔ عوامی مقامات تک رسائی کا حق**
- (1) کسی بھی ٹرانس جینڈر پرسن کو کسی بھی عوامی مقام، تقریبی مرکز یا نامہ بھی سرگرمیوں کے لیے لختی عمارت وغیرہ میں داخل ہونے سے محض جنسی شناخت کی بنیاد پر نہیں روکا جاسکے گا۔
- (c) اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے پر بھی اگر جنسی شناخت کا تعین نہ ہو پائے تو ترکے میں حصہ دو مردوں اور ایک عورت کے عمومی حصے کی بنیاد پر طے ہوگا۔
- (d) اٹھارہ سال سے کم عمر میں میڈیکل آفیسر کی طرف سے طے کردہ جنسی شناخت کی بنیاد پر معاملات میں ہوں گے۔
- ۸۔ تعلیم کا حق**
- (1) اگر ٹرانس جینڈر پرسن نے تمام تقاضے پورے کیے ہوں تو کسی بھی سرکاری یا خصی تعلیمی ادارے میں اُس سے کوئی امتیاز نہیں بتا جائے گا۔
- (2) تمام تعلیمی ادارے تعلیم کے ماتحت ساتھ کھیل کو دو اور تفریجی سرگرمیوں کے حوالے سے بھی یکساں موقع فراہم کریں گے۔
- (3) حکومت آئین کے آرٹیکل ۱۷ اے کے تحت تمام ٹرانس جینڈر پرسن کو مفت لازمی تعلیم کی سہولت فراہم کرنے کی پابند ہوگی۔
- (4) کسی بھی سرکاری یا خصی تعلیمی ادارے کے لیے یہ بات خلاف قانون ہے کہ وہ کسی بھی فرد کو جنسی شناخت کی بنیاد پر داخلہ دینے سے انکار کرے، بشرطی (نہ کہ محدود)۔
- (a) یہ طے کرنا کہ کسے داخلہ دیا جائے اور کسی نہ دیا جائے۔
- (b) داخلے کی بنیادی شرائط میں تبدیل کی جائے۔
- (c) تعلیمی ادارے میں فراہم کی جانے والی تربیتی سہولتوں تک رسائی سے انکار یا رسائی روکنا۔
- (d) طلبہ کے لیے قائم اور غالباً سہولتوں سے مستفید ہونے کے کسی بھی فرد کو محض جنسی شناخت کی بنیاد پر روکنا۔
- ۹۔ ملازمت کا حق**
- (1) حکومت پاکستان آئین کے آرٹیکل ۱۸ کے تحت ٹرانس جینڈر پرسن کو ملازمت، ملازمت کے موقع یا پھر کوئی کاروبار شروع کرنے کی سہولت فراہم کرنے کی پابند ہوگی۔
- (2) کوئی بھی ادارہ یا مکملہ کسی بھی ٹرانس جینڈر پرسن سے ملازمت، ترقی، تقرر، تبادلے اور دیگر متعلقہ معاملات میں کوئی امتیاز نہیں برتنے گا۔
- (3) کسی بھی آجر کے لیے یہ خلاف قانون ہوگا کہ وہ کسی بھی فرد سے محض جنسی شناخت کی بنیاد پر امتیاز برتا۔
- (a) یہ طے کرنا کہ ملازمت دی جائے اور کسے نہیں
- (b) ملازمت کی شرائط تبدیل کرنا۔
- (c) کسی بھی ملازمت کو ملازمت کے حصول سے روکنا یا رسائی محدود کرنا، ترقی، تقرر، تبادلے اور دیگر متعلقہ امور میں امتیاز برنا۔
- a) ٹرانس جینڈر پرسن کے حقوق کا تحفظ**
- b) ورثے یا ترکے میں حق**
- (1) قانون و راثت کے مطابق ترکے یا ورثے کی تقسیم کے حوالے سے کسی بھی ٹرانس جینڈر پرسن سے کوئی امتیاز نہیں بتا جائے گا۔
- (2) پاکستان کے قانون و راثت کے مطابق اور قومی شناختی کارڈ میں درج شدہ جنس کی بنیاد پر ترکے میں ٹرانس جینڈر پرسن کے حصے کا تعین کیا جائے گا۔
- (3) ٹرانس جینڈر پرسن کا حصہ اس طور ہوگا۔
- (i) ٹرانس جینڈر مرد کے لیے مرد کا حصہ۔
- (ii) ٹرانس جینڈر عورت کے لیے عورت کا حصہ۔
- (iii) جن ٹرانس جینڈر پرسن میں مرد اور عورت دونوں کے جنسی اعضاء پائے جاتے ہوں یا یہداش کے وقت جنس کا تعین ممکن نہ ہوا اُن کے معاملے میں توارث یا ترکے کے حوالے سے درج ذیل مشمولات ہوں گے:
- (a) اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے پر اگر جنسی شناخت ٹرانس جینڈر مرد ہو تو مرد کا حصہ۔
- (b) اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے پر اگر جنسی شناخت ٹرانس جینڈر عورت ہو تو عورت کا حصہ۔

لبقہ: چین میں کمیونزم

مرحلے میں ”طویل عرصے تک“ رہے گا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سرمایہ داری کواب بھی پنپنے کی کھجاش دی جائے گی اور پارٹی کو مارکس کے اس دنیا سے متعلق وژن کو پورا کرنے کے لیے اگلے مرحلے میں جانے کی کوئی جلدی نہیں ہے۔

مسٹری کی یقین دہنیوں کے باوجود، اس بات پر بحث بڑھنے کا امکان ہے کہ اگلا مرحلہ کیا ہونا چاہیے۔ مزدیسی دھارے کا کوئی بھی اسکالر کھلے عام یہ تجویز نہیں دیتا ہے کہ اسے کامل طور پر کمیونزم ہونا چاہیے۔ وہ اکثر ایک درمیانی مرحلے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ وہ مشترکہ خوش حالی پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں کہ امیر اور غریب کے درمیان فرق کو کم کرنے کے لیے ایک ضابطہ ہے۔ یہ ہمیشہ ابتدائی مرحلے کا ایک مقصد رہا ہے۔ سرکاری طور پر، ۲۰۵۰ء تک مشترکہ خوش حالی ”بنیادی طور پر“ ہونی چاہیے۔ لیکن حال ہی میں مسٹری نے اس کام پر زور دینا شروع کیا ہے۔ اس کی بے تابی نے دولت مندوں میں پھول مجاہدی ہے جنہیں خدا ہے کہ اس سے مزید نیکیں لگ سکتے ہیں۔

تاہم، انھیں خوش ہونا چاہیے کہ مسٹری سو شش ازم کے اگلے مرحلے کی مزید بنیاد پرست تشریحات کے لیے بہت کم جماعت کرتے ہیں۔ پہلے سال انھوں نے ”فلاج پندی“ کی نہمت کرتے ہوئے کہا کہ کچھ ممالک میں اس نے ”ست لوگوں کا ایک گروہ کھڑا کر دیا ہے جو کچھ نہ کرنے پر معاوضہ لیتے ہیں“، جس سے حکومتی مالیات کم ہو رہے ہیں۔ انھوں نے ۲۰۱۰ء کے اس دعوے کی توثیق نہ کی جس میں رحلت پاجانے والے ہو گزی گاؤں کے چیف نے کہا کہ مشرقی صوبے جیانگ سو کے باشندے پہلے ہی درمیانی مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ وہاں میں رہتے ہیں اور گاؤں کے کاروباری گروپ کی طرف سے فراہم کردہ کاریں چلاتے ہیں۔ اس کے برکش Huaxi معاشری مشکلات کا شکار ہے۔ یہ مضمون پرنٹ ایڈیشن کے چاننا کیش میں ”جنٹ کی طرف تین قدم“ کے عنوان کے تحت شائع ہوا۔

(ترجمہ: جاوید احمد خورشید)

"Some Chinese want their country to move closer to communism".

("The Economist". June 30, 2022)

حکومت گز نو ٹیکنیشن کی اشاعت کے ذریعے اس قانون پر موثر عملدرآمد کے ایسے خصوصی اقدامات کر سکتی ہے جو اسے ضروری محسوس ہوں اور جن کے ذریعے طلوب مقاصد کا حصول ممکن بنانے کی راہ میں حائل مشکلات دور ہو سکتی ہوں۔ اس ایکٹ کے خاتمے کے دو سال پورے ہونے پر کوئی بھی

حکم نامہ جاری نہیں کیا جاسکے گا۔

اغراض و مقاصد کا بیان

ٹرانس چینڈر پر سنز ملک کے محروم ترین طبقات میں سے ہیں۔ انہیں معاشرتی متابعے، امتیازی سلوک، تعلیمی سہولتوں کے فقدان، بے روزگاری، طبی سہولتوں سے محرومی اور دوسرے بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے ۲۰۰۹ء میں روپنگ دی تھی کہ ملک کا کوئی بھی قانون کسی بھی مختصر (خواجہ سریاٹر انس چینڈر) کو بنیادی حقوق سے محروم نہیں رکتا۔ آئین کا آرٹیکل ۲۵ تمام شہریوں کو قانون کی نظر میں برابر قرار دیتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل ۲۵ کی شق ایک اور آرٹیکل ۲۷ کی شق ایک کسی بھی شہری سے محض جنسی یا صفتی بنیاد پر امتیازی برتنے کی ختنی سے ممانعت کرتی ہے۔ آئین کے آرٹیکل ۱۹ کے تحت تمام شہریوں کو اظہار ارادے کی کمل آزادی ہے مگر پھر بھی ٹرانس چینڈر سے امتیازی سلوک روا رکھنے کا سلسلہ جاری ہے۔

دی ٹرانس چینڈر (پروٹکشن آف رائٹس) ایک مجری

۱۷ء چاہتا ہے کہ:

(i) ٹرانس چینڈر پر سن کی تعریف متعین کی جائے

(ii) ٹرانس چینڈر زر پر سنز سے امتیازی سلوک ختم کیا جائے

(iii) ٹرانس چینڈر پر سنز کو تمام تسلیم شدہ حقوق دیے جائیں اور

اپنی مرضی کے مطابق جنسی شناخت بھی قبول کی جائے

(iv) ملازمت، تقرر، ترقی، تعلیم اور دیگر تمام متعلق امور میں

ٹرانس چینڈر پر سنز سے کوئی امتیاز روانہ کر کھا جائے

(v) ٹرانس چینڈر پر سنز کے لیے حکومت کی طرف سے عمومی

بہبود کے اقدامات یقینی بنائے جائیں۔

یہ مدرجہ بالاتම مقاصد کا حصول یقینی بنانا چاہتا ہے۔

سینیٹر و بینینڈ خالد

سینیٹر و بینینڈ عرفان

سینیٹر و بینینڈ سعید

سینیٹر و بینینڈ پروین

سینیٹر کریم احمد خواجہ

غمبر زانچارج

2) حکومت پاکستان آئین کے آرٹیکل ۲۶ کے تحت کسی بھی ٹرانس چینڈر پر سن کی عوامی مقام تک رسائی ممکن بنائے گی۔

3) سب سیکشن (1) میں بیان کردہ عوامی مقامات تک ٹرانس چینڈر پر سنز کی رسائی روکنا خلاف قانون ہو گا۔

۱۵۔ جائیداد یا املاک رکھنے کا حق

(1) کسی بھی ٹرانس چینڈر پر سن کو محض جنسی شناخت کی بنیاد پر املاک کی خریداری یا کرائے پر لینے سے روکانے جاسکے گا۔

(2) کسی بھی ٹرانس چینڈر پر سن کو صرف جنسی شناخت کی بنیاد پر کوئی پارٹی کرائے پر دینے سے انکار خلاف قانون ہو گا۔

۱۶۔ بنیادی حقوق کی ضمانت

آئین کے پہلے باب کے دوسرے حصے میں بیان کردہ تمام بنیادی حقوق ٹرانس چینڈر پر سنز کو بھی میسر ہوں گے۔

(2) سب سیکشن (1) میں بیان کردہ بنیادی حقوق فراہم کرنا حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے اور اس حوالے سے محض جنسی شناخت کی بنیاد پر کسی بھی نوع کے امتیازی سلوک کی کوئی گنجائش نہیں۔

۱۷۔ خلاف ورزی اور سزا

(1) کسی بھی ٹرانس چینڈر پر سن کو گداگری پر مجبور کرنے والے فرد کو ۲۶ ماہ تک قید اور ۵۰ ہزار روپے تک جرمانے کا سامنا ہو سکتا ہے۔

چھٹا باب

نفاذ کا طریقہ کار

۱۸۔ آئین، تعذیرات پاکستان مجریہ ۱۸۲۰ء، کوڈ آف کرمل

پر اسکریپٹر مجریہ ۱۸۹۸ء یا کوڈ آف سول پر اسکریپٹر مجریہ ۱۹۰۸ء کے

علاوہ کوئی بھی ٹرانس چینڈر پر سن کسی بھی نوع کی حق تلقی کی صورت میں واقعی محتسب، نیشنل کمیشن فارائیٹس آف ویبین اور نیشنل

کمیشن فارائیٹس میں شکایت درج کر سکتا ہے۔

ساتواں باب

متفرقہ

۱۹۔ جب کوئی ایک کسی دوسرے ایکٹ پر اثر انداز ہو رہا ہو۔

یہ قانون ایک خاص یا عبوری مدت کے لیے کسی دوسرے قانون پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

۲۰۔ حکومت کو قوائد مرتب کرنے کا اختیار۔ حکومت کسی بھی نو ٹیکنیشن کے ذریعے اس ایکٹ کے مقاصد کا حصول یقینی بنانے سے متعلق قوانینہ مرتب اور نافذ کر سکتی ہے۔

۲۱۔ مشکلات دور کرنے کا اختیار۔ اگر اس قانون کے مندرجات کے مطابق طے کردہ مقاصد کا حصول ممکن نہ ہو تو

تصورات کو اپنی حقیقی یا غیر حقیقی تحقیقات (pseudoscience) بنالیتے ہیں۔
کے ساتھ ملا کر اپنے جو نوی فرقے (cults) بنالیتے ہیں۔
ان عالمی مشراکانہ تحریکوں کی تفصیل اس لیے بیان کی گئی
ہے کہ ہمارے ملک کی مذکورہ شرک پرست تحریکیں اب ان
عالمی تحریکوں سے اچھی طرح مربوط ہیں۔ ان روحانیات کو
ہندوت کے عالمی رسوخ کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ واسیں
آف اٹھیا کے یورپی اور امریکی مصنفوں بھی اسی طرح کے
فرقوں سے متعلق ہیں۔ چنانچہ ہندوت کی سیاسی حمایت کرنے
والے ہی نہیں بلکہ اس کے مخصوص فلسفے اور مذہبی و روحانی
روحانیات کی بھی بیرون ملک پذیرائی کے امکانات پیدا
ہو چکے ہیں۔ اس طرح توحید کے رد اور شرک کی حمایت میں
ایک طاقتور تحریک برپا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے جس کی
قداد ہمارے ملک کے مذکورہ داش وروں کے ہاتھوں میں
ہو گئی اور یہ حضرات و شوگرہ کا کردار ادا کریں گے۔

(د) مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنانے کی تحریک

یہ بات اور واضح کی گئی ہے کہ یہ لوگ اسلام یا عیسائیت کے
ساتھ کسی بھی قسم کی خیز سگالی کے مخالف ہیں۔ سنگھ پر یار کے
مفلکین اکثر طرح طرح کی دو، تین، چار شرطیں پیش کرتے رہتے
ہیں کہ مسلمان انھیں مان لیں تو ہمارا جھلکنا ختم ہو جائے گا۔ چند
ہفتوں قبل آرائیں ایسیں کہہ نہ مارا ماماد ہونے اسی طرح کی
تین شرطیں پیش کی تھیں۔ لیکن واسیں آف اٹھیا کے مفلکین کسی
لاگ پیٹ کے بغیر صاف یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں
کو اپنے شیطانی مذاہب ترک کرنے ہوں گے۔ وہ صاف کہتے
ہیں کہ آرائیں ایسیں کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے
ہندو مذہب اور توحیدی مذاہب کے درمیان نظریاتی کشمکش کو
محض دو فرقوں کی سیاسی کشمکش بنا دیا ہے۔ ہندو داش وروں اور
یساوت دانوں کو مسلمانوں کی خوشنام اور منہ بھرائی کی کوشش کے
بجائے ان مذاہب کے چنگل سے بجات دلانے کی کوشش
کرنی چاہیے جن کے وہ یغماں بننے ہوئے ہیں۔ ایک مغربی
مصنف لکھتے ہیں کہ مسلمان یہ تاریخ کے مانند ہیں جو راون (یعنی
دین اسلام) کے چنگل میں پھنسنے ہوئے ہیں، اس لیے انھیں
بجات دلانا اس وقت بھارت کے شتریوں کی اصل ذمے داری
ہے۔ اس کے لیے انھیں نظریاتی جگہ چھیڑنی ہو گی اور یودھک
شرمنی کا کردار ادا کرنا ہو گا۔ (--- جاری ہے!)

(حوالہ: ماہنامہ "زندگی نو،" دہلی۔ اگست ۲۰۲۲ء)

ٹرانس جینڈر ایکٹ مجریہ ۲۰۱۸ء میں تراجمیں

- درج ذیل مقاصد کے حصول کے لیے ٹرانس جینڈر پر سفر (پروٹکشن آف رائٹس) ایکٹ مجریہ ۲۰۱۸ء میں مزید تراجمیں پیش کرنا ضروری ہیں۔
- مجوزہ تراجمیں**
- ۱۔ مختصر عنوان اور آغاز۔ اس ایکٹ کو "ٹرانس جینڈر پر سفر (پروٹکشن آف رائٹس)" (ترجمی) ایکٹ مجریہ ۲۰۱۸ء کہا جاسکتا ہے۔
- (۱) یونوری طور پر نافذ ہوگا۔
- ۲۔ سیشن۔ اے، ایکٹ XIII میں تراجمیں۔ ٹرانس جینڈر پر سفر (پروٹکشن آف رائٹس) ایکٹ مجریہ ۲۰۱۸ء کے سیشن ۷ میں تراجمیں۔ مذکورہ ایکٹ کے سیشن کا سب سیشن (۳) (حذف کر دیا جائے)۔
- ۳۔ ایکٹ XIII مجریہ ۲۰۱۸ء میں سیشن ۱۲ کے بعد سیشن ۱۲ اے کا اضافہ کیا جائے۔ مجوزہ سیشن کے الفاظ ہوں گے "۱۲۔ اے: جنس کے تعین کے لیے کی جانے والی سر جری یا کسی مرد یا عورت کے اعضاء پوشیدہ کی خصوصیات تبدیل کرنے کے حوالے سے کوئی اور علاج نفسیاتی خرابی یا جنسی پیچیدگی کے احتمال کی بنیاد پر منوع ہو گا۔"
- a۔ سب سیشن (۱) کے الفاظ "متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت" کو "میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق" سے تبدیل کیا جائے۔
- b۔ سب سیشن (۲) کے الفاظ "متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت" کو "میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق" سے تبدیل کیا جائے۔
- c۔ سب سیشن (۳) کے الفاظ "متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت" کو "میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق" سے تبدیل کیا جائے۔
- d۔ سب سیشن (۴) کے الفاظ "متعلقہ فرد کی اپنی سوچی سمجھی جنسی شناخت" کو "میڈیکل بورڈ کے مشورے کے مطابق" سے تبدیل کیا جائے۔
- ۴۔ ایکٹ XIII مجریہ ۲۰۱۸ء میں سیشن ۳۔۱۔۱ کی شمولیت۔ اس ایکٹ میں سیشن ۳ کے بعد بنیادی سیشن ۳۔۱۔۱ے شامل کیا جائے جسے "۳۔۱۔۱ے جینڈر ری اسائنسٹ میڈیکل بورڈ" کہا جائے گا۔
- (۱) ہر ضلع کے لیے ایک جینڈر ری اسائنسٹ میڈیکل بورڈ قائم کیا جائے گا۔
- (۲) اسلام آباد پیٹش ٹیرپڑی کے معاملے میں جینڈر ری اسائنسٹ میڈیکل بورڈ وزیر اعظم کی منظوری سے اور صوبوں کے معاملے میں متعلقہ وزیر اعلیٰ کی منظوری سے قائم کیا جائے گا۔

بعد النہضہ عوام کی توقعات پر پورا نہ اتر سکی، بلکہ اس نے بہترین موقع ضائع کر دیا۔ اس طرح ۲۰۱۹ء کے ایش میں ایوس کن تنازع حاصل کر سکی۔

النہضہ کو جو مسائل کا سامنا ہے اس میں یہ بھی اہم ہے کہ عوام کی بڑی تعداد راشد الغنوشی کی شخصیت کو پسند نہیں کرتی۔ تیونس کو اس وقت غربت، غذائی تلوث، کرپشن اور عدم مساوات کا سامنا ہے۔ انسانی حقوق کی صورتحال اور اظہار رائے کی آزادی بھی متاثر ہے۔ غنوشی کی شخصیت کا ایک پہلو ضعیف العمری بھی ہے، وہ ۸۱ سال کی عمر میں اب بھی گزشتہ صدی کی نظریاتی اور سیاسی جگل لڑ رہے ہیں۔ النہضہ کی سیاست میں بوڑھے افراد کا غیر معمولی عمل دلخیل ہے، بھی وجہ ہے کہ نوجوان قیادت کو سامنے آنے کا موقع نہیں مل رہا۔ نتیجتاً قیس کے آمرانہ اور جابرانہ اقدامات کے خلاف وہ کوئی نتیجہ خیز مراجحت برپا نہیں کر پا رہے ہیں۔

گزشتہ سال النہضہ کے ۱۰۰ اسرا کردہ ارکان نے غنوشی کی قیادت کے خلاف احتجاج اتنی دے دیا تھا۔ غنوشی کے حوالے سے عمومی رائے بھی ہے کہ ان کی قیادت میں النہضہ اپنا موثر کردار ادا نہیں کر سکتی۔ غنوشی اس وقت النہضہ پر ایک بو جھ ہیں۔ بہتر ہو گا کہ وہ تیونس اور النہضہ کے مفاد میں قیادت کسی اہل فرد کے سپرد کر دیں۔

قیادت کے بھرائی اور عوامی حمایت میں کی کے باوجود النہضہ ایک اہم سیاسی قوت ہے اور اسے دائیں بازو کی اکثریت کی حمایت اب بھی حاصل ہے۔ ضرورت ہے کہ وہ پارٹی کو نوجوان قیادت کے گرد اسراف نو منظم کرے اور اپنے داخلی مسائل کو حل کرتے ہوئے پارٹی کو جدید خطوط پر استوار کرے۔ تاکہ وہ اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کر سکے۔

النہضہ اگر ان پہلوؤں پر فوری توجہ دے تو وہ ایک مضبوط اپوزیشن کے طور پر تیونس کے سیکورٹی اداروں اور دیگر سلامتی کے اداروں کے ساتھ مذاکرات کر سکتی ہے۔ دیگر میں ہونے والا ایکشن النہضہ کے لیے بہت مناسب موقع ہے کہ وہ اپنی داخلی اصلاحات کے ساتھ عوام کی امیدوں اور توقعات کو سامنے رکھتے ہوئے، ملک کی سیاسی اور معاشری بہتری کے لیے اپنامطلوبہ کردار ادا کرے۔ (ترجمہ: محمود الحق صدیقی)

"Ennahdha needs to change to save itself, and Tunisia's democracy".

(aljazeera.com". Aug. 13, 2022)

تیونس: النہضہ کے لیے اصلاحات ناگزیر!

UGTT کا حال ہی میں قیس کی حکومت کے ساتھ آئی

ایم ایف کے حوالے سے معابرے میں شامل ہونا موجودہ سیاسی تناظر میں درست فیصلہ نہیں۔ بلاشبہ، اس وقت النہضہ ہی وہ واحد قوت ہے جو قیس کی آمرانہ حکومت کے آگے مراجحت کر سکتی ہے۔

قیس کو النہضہ کی سیاسی حیثیت کا جنوبی اندازہ ہے، بیسی

وجہ ہے کہ وہ النہضہ کی اہم قیادت اور اس کے حامیوں کے خلاف جرو تشدد کے بھانڈنے سے استعمال کرتے آرہے ہیں۔

گزشتہ سال ہونے والی بغاوت کے بعد النہضہ کے کئی سینکر

رہنماؤں کو پابند سلاسل اور نظر بند کر دیا گیا تھا، النہضہ کے

مرکزی دفتر میں خفیہ طور پر آگ لگادی گئی تھی۔ سابق اسٹاکر راشد الغنوشی کو میمیز طور پر منی لانڈرنگ کے مقدمے میں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی تھی، جس کی انہوں نے سیاسی انتقام کہہ کر جنحی سے تردید کی تھی۔ راشد الغنوشی نے حال ہی میں

ایک بیان میں کہا ہے کہ انہیں یقین ہے کہ قیس سعید آنے والے انتخابات میں ہماری پارٹی پر پابندی عائد کرنے یا اسے

تلیل کرنے کی کوشش کریں گے۔

النہضہ کو تیونس میں جمہوریت کے تحفظ لیے، ان چیلنجز کا

ادرار کرتے ہوئے اپنی حکومت عملی بنانی چاہیے۔ تاہم اس وقت حقیقت یہ ہے کہ النہضہ داخلی انتشار کا شکار ہے اور قیس

کے اقدامات کے خلاف اپنا مطلوبہ کردار ادا نہیں کر رہی۔

النہضہ، جو ملک کی سب سے اہم اپوزیشن پارٹی ہے، اسے

اپنی ماضی کی غلطیوں سے سیکھتے ہوئے اپنی سیاسی حکومت عملی بنانی چاہیے۔ اپنے وزن کو واضح کرنا چاہیے اور داخلی مسائل

پر تقاوب پاتے ہوئے اپنی تینی نوکری چاہیے، اس مقصد کے لیے اسے نوجوان قیادت کو سامنے لانا چاہیے۔

۲۰۲۱ء کے انقلاب کے بعد النہضہ نے سیاسی مفاہمت

اور مصالحت کی حکومت عملی اختیار کر لی تھی، لیکن اس رخ پر چل

نکٹے کی وجہ سے اس کا دوٹ بینک بہت متاثر ہوا۔ النہضہ

جب برس اقتدار تھی، اس وقت وہ تیونس کی کمزور میثافت کی

بھفتے UGTT نے ایک مرتبہ پھر اپنے موقف کو تبدیل کیا اور

ریفرنڈم کے خلاف کسی قسم کا احتجاج نہیں کیا۔ اس موقع پر

مصابح کا شکار ہوتا چلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ النہضہ مسلسل

عوامی حمایت سے محروم ہو رہی ہے۔ ۲۰۲۱ء کے انقلاب کے

Haythem Guesmi

تیونس میں جمہوریت ایک مرتبہ پھر خطرے سے دوچار ہے۔ تیونس کے صدر قیس سعید نے پارلیمنٹ اور سپریم

جوڈیش کو تخلیل کر دیا ہے، ان کی خواہش ہے کہ نئے آئین کو اختیار کر لیا جائے۔ یاد رہے اس سے قبل بھی قیس

سعید نے ریفرنڈم کے ذریعے آمریت مسلط کرنے کی کوشش کی تھی۔ خدا شہ ہے اس طرح ایک مرتبہ پھر تیونس میں ایک

دہائی سے جاری جمہوری عمل رک جائے گا۔

اگرچہ سیاسی جماعتوں نے قیس سعید کے اس اقدام کی

مخالفت کی ہے، لیکن سیاسی جماعتوں جو خود انتشار کا شکار ہیں

اس غیر جمہوری عمل کے خلاف کوئی موثر اور تو انا آواز پیدا نہیں کر سکیں۔ تیونس کی ایک بڑی سیاسی جماعت Popular

Destourian Party (PDL) بھی اس حوالے سے عوام کو

محترک نہیں کر سکی کیونکہ سعید نے بہت چالاکی سے اپنے

بیانیے کے ذریعے، رائے عامہ اپنے حق میں ہوا رکلی ہے۔

ریفرنڈم کے بعد قیس سعید کے مقاصد اور عزم اور زیادہ

واضح ہونا شروع ہوئے۔ قیس سعید کا کردار ایک آمر کے طور پر سامنے آ رہا ہے۔

اس وقت تیونس میں صرف دو الی تو تیس ہیں جو قیس

سعید کے اقدامات کے خلاف مزاحم ہو کری ہیں؛ Tunisian

Ennahdha General Labour Union (UGTT) party۔ تاہم، جو لائی ۲۰۲۱ء کی بغاوت کے بعد سے

UGTT نے تو قیادت کے برخلاف کوئی موثر کردار ادا نہیں کیا۔ اس کی

قیادت اپنے وزن اور سمت کا تعین بھی ٹھیک طرح نہیں

کر سکی۔ قیس سعید نے جب جمہوری اداروں پر حلقے شروع

کیے تو UGTT نے اس وقت پارلیمنٹ کو تخلیل کرنے کے

شرمناک فیصلے کی حمایت کی تھی، لیکن جب اس (UGTT) کو

آئی ایم ایف سے مذاکرات کے عمل میں شامل نہیں کیا گیا تو

اس نے احتجاج اس اقدام پر ہر تال کی اپیل کی تھی۔ گزشتہ

ہفتے UGTT نے ایک مرتبہ پھر اپنے موقف کو تبدیل کیا اور

ریفرنڈم کے خلاف کسی قسم کا احتجاج نہیں کیا۔ اس موقع پر

مصابح کا شکار ہوتا چلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ النہضہ

کیا۔



جرمنی کے بعد فرانس اور اٹلی یورپ میں بڑے پیانے پر گیس استعمال کرتے ہیں اور یہی مالک اس وقت سب سے زیادہ متاثر ہوں گے جب سردویں میں روں مکمل طور پر گیس بند کر دے گا اور پھر نورڈ اسٹریم میں ایک پاپ لائن میں صرف ۲۰ فصد گیس گزرنے کی صلاحیت ہے۔

اٹلی کے پاس صرف ایک ایسا گیس کے اشتراک کا منصوبہ ہے جو کہ دو طرفہ ہے، جب کہ فرانس کے پاس گیس کے اشتراک کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر جب جرمنی نے یورپین انرجنیکیشن کی مینٹنگ میں مشترکہ یورپی اقدار کی بات کی تو دوسرے مالک پر اس کا زیادہ اثر نہیں ہوا۔ اپنیں کے ایک سفارتی الہاکار نے آف دی ریکارڈ بات کرتے ہوئے ایک صافی کو بتایا کہ ہم اپنی اقدار کے تحت ہی زندگی گزار رہے ہیں، لیکن جرمنی اپنا نہیں کر رہا اور اب وہ چاہتے ہیں کہ ہر کوئی ان کی مدد کرے۔ یونانی بھی جرمنی کے مشورے سے زیادہ متاثر نہیں ہوئے، جرمنی نے ۲۰۰۹ء کے یونان کے معاشی بحران میں یونان کے ساتھ بہت سخت رویہ رکھا تھا۔ اس سال یونان اس معاشی بحران کی پابندیوں سے آزاد ہوا ہے جو یورپ اور جرمنی کی وجہ سے یورپی یونین نے یونان پر لگائی تھیں۔

گیس کے استعمال کو ۱۵ فیصد تک کم کرنے کی تجویز پڑگا، اپنی، یونان، اٹلی اور دوسرے ملکوں کے عموم کو مشتعل کر دیں گی جب کہ یہ روں پر بہت زیادہ انحصار بھی نہیں کرتے اور اب انیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وہ دوسرے ملکوں خصوصاً جرمنی کی غلطیوں کا غیباہ بھگتیں گے۔ اس دباؤ کا واضح مطلب یہ ہے جرمنی گیس کی کھپت کو کم کرنے کی تجویز کے ساتھ یورپی کیشن کی مینٹنگ سے باہر آیا ہے اور یہ رضا کار انہیں فیصلہ ہے جس کا فائدہ کچھ نہیں ہے، یہ ایک کمزور وعدہ ہے کہ ایک ملک تمام یورپی ارکین سے یہ امید رکھے کہ وہ سب اس کے مفادات کے لیے کام کریں گے۔

یہ ایک نئک واضح نہیں ہے کہ گرم پانی، بجلی اور گرمائش جرمنی، آسٹریا، اٹلی اور ہنگری میں کس حد تک دستیاب ہیں لیکن یہ بالکل واضح ہے کہ یہ دباؤ یورپ کے تحداکو ہلار ہا ہے۔ زیادہ تر جرمنی سیاستدان یہ جانتے ہیں کہ عموم مشتعل ہو جائیں گے اور گیس کے لیے ختم شابطہ متعین کرنا ممکن نہیں ہے اور وہ جرمنی کے لیے اپنے لوگوں کو ناراض نہیں کر سکتے، لیکن دوسری طرف وہ جرمنی کی لرزتی میں کمیکر ہے یہیں۔

////// باقی صفحہ نمبر ۵ //

یورپی اتحاد آخری سائنسیں لے رہا ہے؟

Sal Ahmed

کے لیے موجود گیس ناکافی ہے، جرمن حکومت قانون کے تحت اس بات کی پابندی ہے کہ وہ گھروں کو گیس مہیا کرے لیکن اب

گھروں کی گیس ہی صنعتوں کو فراہم کیے جانے کا مکان ہے۔ حال ہی میں دنیا بھر میں گیس کی قیمتیوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، جس کی وجہ سے یورپ میں گیس صارفین کو بلوں میں بہت اضافہ دیکھنے کو ملا ہے موسم خزاں کے آنے تک اگر قیمتیں کم بھی کر دیں گیں پھر بھی صارفین شدید معاشی بحران کا شکار ہوں گے۔

جرمنی میں قانون کے مسودے پر بات ہو رہی ہے تاکہ مالک مکان عمارتوں میں حرارت کے مرکز کے درجہ حرارت کو کم کریں حکومت نے یہ مشودہ دیا ہے کہ مرکز حرارت کا درجہ حرارت ۲۲ ڈگری سینٹی گریڈ سے کم کر کے اڈگری سینٹی گریڈ کیا جائے اس تجویز نے عوام میں ایک پریشانی اور جرحت کی لہر دوڑا دی ہے جو کہ اپنی زندگی کو چھوٹی چھوٹی آسانیوں سے مزین کرتے تھے۔

جرمن اب بجلی سے چلنے والے ہیٹر یا لکڑی جلا کر درجہ حرارت پیدا کرنے والے ہیٹر میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں لیکن یہ ہیٹر میں وہی استعمال کریں گے جو اس کے اخراجات برداشت کر سکیں گے۔

جرمنی کے تجویز نگار معاشرتی عدم استحکام کے امکانات کے پیش نظر پریشان میں اگر سردویں میں گیس کی ضرورت بڑھی تو گیس کا بحران گھروں میں بڑھ جائے گا اور بجلی کی قیمتیوں میں اضافہ ہو گا یہ تمام مشکلات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ داکیں بازو و والے اور باکیں بازو و والے دونوں گروہوں کی طرف سے احتجاج متوقع ہے۔

اپنی کی معاشی تجویز نگارنے یہ کہا ہے کہ اپنی کو غربت کے باعث پیدا ہونے والے سیاسی بحران کو جھوپنا نہیں چاہیے انہوں نے مزید کہا کہ انہیں اپنے ملک کی ماحصلی میں غربت یاد ہے لیکن وہ جرمان ہیں کہ جرمنی اس وقت کیا کرے گا جب معماشی اور معاشرتی بحران شدید تر ہو جائے گا۔

یورپی اتحاد میں دراڑ یورپ میں تو انی کا تحفظ ایک نیا موضوع بن کے ابھر رہا ہے، جو یورپ کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ یورپی اقدار کو سمجھیں اور ان اقدار کا تحفظ کریں۔

پچھلے پانچ سو سالوں میں یورپ اس وقت بدترین خشک سالی کا شکار ہے یہاں کے خشک ساطھوں پر ایک قول زیریں جنم لے رہا ہے، جو یورپ کو یہ یاد دلا رہا ہے کہ اس دیرینہ عظمت کا دوراب قسم پار یہ ہونے والا ہے۔

”اگر تم مجھے دیکھو تو رو دو“ یہ بھوک پتھر پر لکھا ہے جو کہ ابھی کچھ دن پہلے یہ جرمنی میں اطمینی دریا میں اس وقت نظر آیا جب دریا میں پانی کی سطح کم ہو گئی، یورپ کے دریاؤں میں یہ بھوک پتھر ملا جو گزرے وقت کے نشانات بتاتا ہے اس وقت کہ جب ماحصلی میں کبھی پانی کی سطح کم ہوئی تھی جب یورپ میں تاریخی خشک سالی نے اپنے ڈیرے جمائے تھے، یہ پتھر اس خط اور مشکلات کے امکان کی نشاندہی کرتے ہیں جو ان پتھروں کے نمودار ہونے کے بعد ظاہر ہو گا۔

یہ ظاہر بائل کی ایک پیش گوئی ہے جو کہ حق ثابت ہو رہی ہے کہ یورپ اس وقت ایک بڑے جنگل کی آگ اور ۵۰۰ سال کے دوران بدترین خشک سالی اور گرمیوں کے ریکارڈ توڑ درجہ حرارت کا سامنا کر رہا ہے اور یوکرین کی جنگ کے بعد تو انی کے مسائل مزید گھمیہ ہو گئے ہیں۔

حالیہ ماحولیاتی مسئلے نے فرانس میں دریاؤں میں پانی کی سطح کو متقلّا کم کر دیا ہے اس صورتحال نے نیوکلیسٹر پلانٹ کے کیمیشن کو ختم کر دیا ہے جسے اپنے سٹم کو خٹھندا رکھنے کے لیے پانی کی ضرورت ہے۔ جرمنی میں رائٹ دریا میں بھی پانی کی سطح کم ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے صنعتی سامان کی آمدورفت سست ہو گئی ہے اور کششی اپنی صلاحیت کے مطابق صرف ایک چوتھائی لے جا سکتی ہے تاکہ سامان بحفاظت منزل مقصود تک پہنچ پائے اس وجہ سے رائٹ دریا میں سامان کے ساتھ کششی کی نقل و حرکت کے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔

روس یوکرائن جنگ چھ میئنے سے جاری ہے، یورپ کے لیے شدید مشکل اور بدترین تو انی کا بحران آگے کھڑا ہے اس بحران کے ظاہر ہونے کے بعد ملکوں کے درمیان وفاداریاں تبدیل ہوں گی۔

جرمنی پہلے ہی گیس تو انی مخصوصے کے تیسرے مرحلے میں ہے، اس کا مطلب جرمنی کے پاس گھروں اور صنعتوں کو دینے

چین میں کمیونزم: مارکسی نظریات کا ابتدائی مرحلہ

جائے گی۔ یہ تکمیل مقررہ وقت سے ۵ اسال پیش تر ہے۔ لہذا نظریاتی سوالات جن سے ڈینگ (Deng) نے گزین کیا، وہ ایک بار پھر اخراج ہے ہیں۔ اس سال ایک مضمون میں بیجنگ کی گھوایوں نورثی میں پارٹی کے سخت حامی اسکالر ہوانگ نے لکھا ہے کہ چین ۲۰۳۵ء میں سو شل ازم کے ”رمیانی مرحلے“ میں ترقی کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چین پہلے ہی ”بینادی طور پر کام مکمل کر چکا ہے۔“ ابتدائی مرحلے کے تعلق سے گزشتہ سال جنوری میں بیجنگ کے ایک اخبار ”اکناک ڈیلی“ نے مشریق کے حوالے سے ایک نئے مرحلے کی طرف اشارہ کیا۔ پارٹی کی کامیابیاں تجویز کرتے ہوئے بتایا کہ وہ اپ کریڈ کرنے کے لیے ایک ”حقیقت پسندانہ بنیاد فراہم کرے گی۔“ حالانکہ یہ واضح نہیں کیا گیا کہ آغاز کا برس کون سا ہو گا؟

نئے لیل کی جتو میں بھتائے چین افراد نے برے حالات کا سامنا کیا۔ سینٹرل پارٹی اسکول کے ذریعے شائع ہونے والے ایک اخبار، ۲۰۱۸ء اسٹڈی ٹائٹر میں، ”کچھ لوگوں“ پر تقدیم کی گئی جھنوں نے، اس کے مطابق، یہ بحث کرنا شروع کر دی تھی کہ ابتدائی مرحلے کی تفصیل اب مناسب نہیں رہی۔ بظاہر ماڈسٹ نے یوٹوبیا ازم کی وجہ سے ہونے والے تشدید اور افترقی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ابتدائی مرحلے سے انحراف کی صورت میں ایک ”بڑی تاریخی قیمت“ ادا کی گئی ہے۔ ۲۰۲۰ء میں ایک تعلیمی جریدے کی طرف سے شائع ہونے والے ایک انٹرو یو میں، بیجنگ کی رینجن یونیورسٹی کے مارکس ازم کے ماہر یو جیا ہجھ من منشورہ دیا کہ ملک ۲۱ دویں صدی کے آخر تک ابتدائی دور میں رہ سکتا ہے۔

مشریق نے اپنی طرف سے ۲۰۲۰ء میں ”ترقبی“ کے ایک نئے مرحلے کے آغاز کا اعلان کیا لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ ۳۰ سال تک چلے گا اور سو شل ازم کے ابتدائی مرحلے کا حصہ بنے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ چین اگلے درجے پر کم از کم ۲۰۵۰ء تک نہیں جائے گا۔ اس کے مہکاری کاروباری لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ پارٹی میں ایک معیشت کے انتہا کے اخراج کا تجھے جو اقتصادی اہداف مقرر کیے تھے وہ پہلے ہی حاصل کر لیے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں چین کی معیشت برطانیہ کے مقابلے نصف تھی (مارکیٹ ایچ جی گیت پر)، اب یہ دنیا کی دوسرا بڑی معیشت ہے۔ اس سال زیادہ تر کسان نہایت غریب تھے۔ ۲۰۲۰ء میں چین نے اعلان کیا کہ انتہا درجے کی غربت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ ۲۰۲۱ء میں پارٹی کی سینٹرل کمیٹی نے کہا کہ چین کے ۷۹ ملین کمیونٹوں کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ ملک سو شل ازم کے ابتدائی

اس بحث کے بارے میں سوالات اٹھاتے ہیں کہ یہ ابتدائی سے سفر جاری رکھے۔ اسکارجیم ان ہیں کہ دولت مندرجہ چین کس طرح سو شل ازم کے ابتدائی مرحلے کا تجربہ کرنے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ان سوالات کے بارے میں ان کے مضامین سرکاری پر چوں میں شائع ہوتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان مضامین نہیں لیکن ۱۹۸۰ء کی دہائی کے اوائل میں جب چین نے یہ تسلیم کیا کہ وہ اس وقت ”سو شل ازم کے ابتدائی مرحلے“ میں تھے تو یہ بات تہلکہ خیر غابت ہوئی۔ ان الفاظ کے استعمال کا مطلب یہ تھا کہ چین ”آرٹھوڈوکس سو شلست اصولوں کی پابندیوں سے مکمل طور پر آزاد“ ہو گیا ہے۔ اس ہمن میں زادہ زیانگ کو یاد کیا جاتا ہے جس نے اس دہائی کے آخر میں کمیونٹ پارٹی کے سربراہ کا عہدہ سنبھالا اور اس نے اس اصطلاح کا خوب پرچار کیا۔ اس نے چین کو سرمایہ داری متعارف کروانے کی اجازت دی۔ مارکس کے نظریات کے مطابق یہ مرحلہ بہت ضروری ہے۔ چین کی اکثریت فیصلہ سازی کے عمل میں نظریے کی کمزور ہوتی ہوئی گرفت پر خوش تھے۔ چین کی ڈرامائی معاشی ترقی کی وجہ وہ آزادی ہے جو اس کا معاشری نظریہ فراہم کرتا ہے۔

آج کے چین میں زادہ کی اس آزادی کے اثرات کو ایک نئی چیز شمار کیا جائے گا۔ ۲۰۰۵ء میں گھر میں نظر بند ہونے کے دوران دنیا سے گزر گئے۔ وہ اس وقت جمہوریت کے سے زیادہ صنعتوں کو قومی تحویل میں لایا اور کسانوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنی زمین کو ”کاؤ پرپیو“ کا حصہ بنائیں۔ اس دوران انہوں نے کہا کہ چین ابتدائی مرحلے میں رہے گا۔ گویا کمیونزم کو اس وقت مورخ کھا گیا کہ گواہ بھول جائیں۔

بہت کچھ بدل گیا ہے۔ چین کی ترقی ڈینگ (Deng) کے تصور سے زیادہ تیز تھی۔ ۱۹۹۶ء میں ان کی موت کے وقت چین نے اس صدی کے آخر تک جو اقتصادی اہداف مقرر کیے تھے وہ پہلے ہی حاصل کر لیے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں چین کی معیشت برطانیہ کے مقابلے نصف تھی (مارکیٹ ایچ جی گیت پر)، اب یہ دنیا کی دوسرا بڑی معیشت ہے۔ اس سال زیادہ تر کسان نہایت غریب تھے۔ ۲۰۲۰ء میں چین نے اعلان کیا کہ انتہا درجے کی غربت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ ۲۰۲۱ء میں پارٹی کی ۱۹۴۹ء کی کمیٹوں کو پریشان کرنے کے لیے سرکاری ریگولیٹری کا استعمال کرتے ہیں۔ ”مشترکہ خوشحالی“ پر زور دینے کی بات نے امیروں میں یہ خوف پیدا کر دیا ہے کہ اس طرح پارٹی نے انھیں اپنی نظریوں میں رکھا ہوا ہے۔

چینی ماہرین تعلیم اور پارٹی اصولوں کے عملے سمیت جہاں عبدیداروں کو تربیت دی جاتی ہے، کچھ ایسی بھی ہیں جو

فاوڈیشن جیسے تھنک ٹینک اور بیرون ملک کی بہت سی سماجی، تہذیبی اور میڈیا سے متعلق تنظیموں اور کوششوں کو شمار کرتے ہیں۔ ان فکری عملی دھاروں کا مختصر جائزہ ہم ذیل کی طروں میں پیش کر رہے ہیں۔

واکس آف انڈیا کی علمی تحریک

واکس آف انڈیا (Voice of India) اصلًا ایک اشاعتی ادارہ ہے جس کا دفتر پرانی دلی میں دریا گنج میں واقع ہے۔ اس ادارے کے مصنفوں اپنے مخصوص طرز فکر اور وسیع اثرات کی وجہ سے ایک غیر علیٰ تحریک بھی بن گئے ہیں۔ اس ادارے کو قائم کرنے والے دوز و دل مصطفی دوست، سینتا رام گویل (۱۹۲۱ء-۲۰۰۳ء) اور رام سروپ (۱۹۲۰ء-۱۹۸۱ء) ہیں۔ دونوں دلی یونیورسٹی سے وابستہ ہے۔ پھر کیونزم، سوشنزم، الحاد وغیرہ کی وادیوں کی سیر کرنے کے بعد آخر میں کثیر ہندتو وادی ہیں گے۔ پہلے سنگھ سے وابستہ ہے اور اس کے رسولوں میں لکھتے بھی رہے لیکن کچھ عرصے بعد سنگھ کے ”غیر علیٰ ماحول“ اور ”مسلمانوں کے تین نرم پالیسی“ سے بے زار ہو کر، احتجاجاً، ۱۹۸۱ء میں واکس آف انڈیا کی بنادی۔ یہ دونوں اسلام کے خلاف بڑے جارح انداز میں لکھتے رہے۔ چنانچہ ان کی متعدد کتابوں پر مقدمات چلے، ایک کتاب پر پابندی بھی لگی اور گویل کو منصروفت کے لیے جیل بھی جانا پڑا۔ سینتا رام گویل نے اپنی آپ بیتی میں کہے ہندو ہا (How I Became a Hindu) میں آرائیں ایس کے تعلق سے اپنی بے اطمینان کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اصل وجہ اختلاف اسی ”ازام“ کو بنایا ہے کہ سنگھ اسلام کے تین بہت نرم ہے اور اسلام اور مسلمانوں سے ثبت توقعات رکھتی ہے۔ ایک لوچپ بات یہ بھی لکھی ہے کہ ایک جنی میں سنگھ کے قائدین جب جماعت اسلامی کے ملاوؤں کے رابط میں آئے تو بہت مطمئن ہو گئے اور یہ کہتے پھر نے لگے کہ ابھی تک اسلام کے بارے میں ہم اندر ہی رہے میں تھے لیکن اب جان گئے ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ (یعنی اسلام کے بارے میں اب ہماری سوچ ثابت ہو گئی ہے)۔ سنگھ پران مفکرین کے تینھی محملوں اور شدید اختلافات کو سمجھنے کے لیے سینتا رام گویل کا ایڈٹ کردہ مجموعہ مضامین و قوت اختساب: سنگھ پر پوار کدھر (جار ہا ہے)، کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

واکس آف انڈیا نے اب تک کیلوں کتابیں شائع کی ہیں۔ کئی کتابیں اس کی ویب سائٹ پر مفت بھی دستیاب ہیں۔ اس کے مصنفوں میں گویل اور سروپ کے علاوہ، گری

نو ہندتو یعنی اصل دھارا سے مختلف، ہندتو کے کچھ اہم فکری عملی دھارے

سید سعادت اللہ حسینی

میں سنگھ کی اصل فکر سے اور اس کی پالیسیوں اور طریقہ کارے سے یہ دھارے اختلاف رکھتے ہیں اور عام رائے بھی ہے کہ وہ سنگھ کے کنشوں میں بھی نہیں ہیں، اس لیے انھیں الگ سے سمجھنا بھی ضروری ہے۔

ان افکار کو سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں دائیں بازو کی جوانہ پسند سوچ پر وان چڑھ رہی ہے اس میں ان عناصر کا بھی بڑا حصہ ہے جو لوگ میڈیا میں، عوامی تحریکوں میں، انتظامیہ اور حکومتوں میں اور دیگر جگہوں پر اپنیا پسند اور فرقہ پرست خیالات کی نمائندگی کرتے ہیں، وہ سارے کے سارے ہندتو کی اصل دھارا العین سنگھ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ ان زیر بخش فکری دھاراؤں سے بھی ان کا تعلق ہے۔ بی جے پی کے دوڑوں میں بھی جہاں آر ایس ایس کی سوچ کے حاملین ہیں وہیں یہ دوسرے ہندتو وادی بھی ہیں۔ اس لیے ہندتو سے مکالمہ کرتے ہوئے ان مکاتب فکر کو بھی سمجھنا اور انھیں مطابق بنانا نکری ہے۔

نو ہندتو (Neo-Hindutva) کی اصطلاح، ڈاکٹر ایڈورڈ اینڈرسن (کیمپرٹی یونیورسٹی میں سینٹر فار ساؤچھائیشن اسٹڈیز) سے وابستہ محقق اور ہندتو سے متعلق گرائیں قدر مقابلوں اور کتابوں کے مصنف) کی اصطلاح ہے۔ ان کے مطابق نو ہندتو سے مراد ”ہندو قوم پرستی کی امتیازی خصوصیات کا حامل وہ بیانیہ ہے جو سنگھ پر پوار کے ”نظریاتی و اداری جاتی فرم ورک“ کے باہرہ کر کرتا ہے۔ اینڈرسن کے تجزیے کے مطابق نو ہندتو کی دو قسمیں ہیں ایک نرم نو ہندتو (Soft Neo-Hindutva) ہے جو سنگھ کی بائیں جانب ہے۔ یعنی سنگھ کے مقابلے میں زیادہ سیکولر اور وادار زبان و پالیسی اختیار کرتا ہے، جب کہ ووسی قسم تخت نو ہندتو (Hard Neo-Hindutva) ہے، یہ سنگھ کے بھی دائیں جانب ہے۔

جنھوں نے بعد میں سجا سے الگ ہو کر آرائیں ایس کی بنادی۔ ساورکر کے افکار نے بعد میں آرائیں ایس کی سوچ پر بھی گھرے اثرات مرتب کیے لیکن آخر وقت تک ساورکر خود بھی آرائیں ایس سے الگ رہے اور ان کی فکر بھی سنگھ کے نظام فکر سے الگ، جدا گاہ تشخص کے ساتھ برقرار ہی۔

گزشتہ تین چار دہائیوں میں ہندتو کے اور بھی کی فکری و عملی دھارے نمایاں ہو کر سامنے آئے ہیں۔ ہندتو کے بعض امتیازی افکار کے بھی علم بردار ہیں اس لیے انھیں اس وسیع نظریاتی تحریک کا حصہ سمجھا جاتا ہے لیکن بہت سے معاملات

عام طور پر ہندتو سے مراد آرائیں ایس یا اس سے ملک تنظیموں کا نظام فکر اور ان کی سرگرمیاں میں جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہندتو کے تمام عناصر ایک ہی مغلظہ قفلے کا حصہ ہیں جس کی قیادت آرائیں ایس کر رہی ہے اور یہ کہ ان سب کے افکار اور ان کی سرگرمیوں پر سنگھ کا مکمل کنشوں ہے۔ اگر ان عناصر کی سوچ یا عمل میں کہیں باہم اختلاف نظر آتا ہے تو اسے بھی سنگھ کی اسٹریٹجی کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

یہ بات کسی درجے میں سنگھ اور اس سے ملک تنظیموں کے سلسلے میں درست ہو سکتی ہے۔ لیکن واقعی یہ ہے کہ ہندتو کی فکر صرف سنگھ تک محدود نہیں ہے۔ آزادی سے قبل اس فکر کے حاملین کا ایک بڑا طبقہ خود کا نگریں کے اندر موجود تھا۔ بلکہ کانگریس کے چار دفعہ صدر رہے، مشہورہ نما، پنڈت مدن موہن مالویہ (۱۸۶۲ء-۱۹۴۱ء) ان لوگوں میں سے ہیں جیسیں ہندو مہا سماجی بابی سمجھا جاتا ہے۔ آزادی کے بعد بھی اس فکر کے حاملین کا ایک طبقہ کانگریس میں رہا ہے بلکہ بہت سی کلور جماعتوں میں رہا ہے۔

مک کی آزادی سے پہلے ہندتو کا اصل چہہ ہندو مہا سماج تھی۔ بنگالی مفکر چندر ناتھ باسو (۱۸۴۰ء-۱۹۱۰ء) کی ایجاد کر دے اصطلاح ”ہندتو“ کو عام کرنے اور اس کی بنیاد پر ایک سیاسی فکر تکمیل دینے کا سہرا بھی ہندو مہا سماجی کے مشہورہ نما مفکروں نا یک دامور ساور کر (۱۸۸۳ء-۱۹۲۲ء) کے سر جاتا ہے۔ ڈاکٹر ہیڈی گوار بھی ہندو مہا سماجی کے ایک کارکن تھے جنھوں نے بعد میں سجا سے الگ ہو کر آرائیں ایس کی بنادی۔ ساورکر کے افکار نے بعد میں آرائیں ایس کی سوچ پر بھی گھرے اثرات مرتب کیے لیکن آخر وقت تک ساورکر خود بھی آرائیں ایس سے الگ رہے اور ان کی فکر بھی سنگھ کے نظام فکر سے الگ، جدا گاہ تشخص کے ساتھ برقرار ہی۔

عملی دھارے نمایاں ہو کر سامنے آئے ہیں۔ ہندتو کے بعض امتیازی افکار کے بھی علم بردار ہیں اس لیے انھیں اس وسیع نظریاتی تحریک کا حصہ سمجھا جاتا ہے لیکن بہت سے معاملات

ہے۔ پختی، سہروردی اور نقشبندی سلسلوں کے صوفیا اور ان کی خانقاہوں نے عہد متوسط میں مسلم بادشاہوں کے مذہب جنون کو بھرپور مک پہنچائی ہے۔ لگبڑا، بیدار اور گولکنڈہ کے قادری صوفی، سب سے زیادہ ہندوؤں کے قاتل اور مندوں کو تباہ کرنے کے ذمے دار ہیں۔

ب) اسلام کے سلسلے میں کسی بھی درجے کی رواداری کی مخالفت اور وحدت ادیان کے نظریے کا رد

واں آف انڈیا کے مفلکرین، اسلام کے سلسلے میں معمولی درجے کی نمائش رواداری کو بھی درست نہیں سمجھتے۔ سیتا رام گویل نے اپنی آپ بیتی میں آرالیں الیں سے اپنی بے زاری کا ایک سبب یہ بھی بتایا ہے کہ ”آرالیں الیں کے رہنا، اسلام کی تعریف کرنے لگے تھے“ اور یہ کہ ”گرو گولو لکرنے ایک عوامی پلیٹ فارم پر یہ تک کہہ دیا تھا کہ وہ اسلام کی ولی ہی عزت کرتے ہیں جیسی ہندو دھرم کی، قرآن ان کے نزدیک ویدوں ہی کی طرح مقدس ہے اور محمد ﷺ کو وہ انسانی تاریخ کی عظیم ترین شخصیات میں سے ایک مانتے ہیں۔ گولو لکر کی اس بات کو انھوں نے ایک شدید قابل اعتراض بات کے طور پر پیش کیا ہے۔

ایک اور جگہ گاندھی جی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ ایک راز ہے کہ گاندھی جی نے اسلام اور عیسائیت کو استعماری طاقتوں کے استبدادی نظریات کے بجائے روحاںی ارتقا کے طریقے پر کیے سمجھ لیا؟۔۔۔ ان دونظریات کو گاندھی جی کا ساتھ دھرم کی طرح دھرم کی، دو میں سے کسی ایک بات کو لازم کرتا ہے، یا تو یہ کہ ساتھ دھرم کے بارے میں ان کا (یعنی گاندھی جی کا) شعور اتنا گہرا نہیں تھا تھا ناگہرا کیا جاتا ہے یا پھر یہ کہ ان کے اندر کا سیاست دا، ان کی رو حانیت پر غالب آگیا تھا اور قوم پرستی کے نئے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو ساتھ ملانے کے لیے انھوں نے ”سر و دھرم سمجھا“ کا نامہ بلند کیا تھا۔ حقیقت جو بھی ہو، اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں ان کا کامی سے ثابت ہو گیا کہ یہ ایک احقدانہ کوش تھی۔ لیکن اس نعرے کو مقبول بنانے کے لیے انھوں نے دھرم کی تعریف کو بری طرح مجرور کر دیا۔ ہندو مذہب کے لیے کوئی اور نعرہ اس تدریفتہ الگینگ تاثب نہیں ہوا جتنا یہ سرو دھرم سمجھا کانا معمول نہ رہ۔“

ابحاس چڑھی جی نے اسے ہندو مذہب کی توبین ترار دیا ہے کہ اسے اسلام یا عیسائیت کے برابر قرار دیا جائے جب کہ ہندو تصور کے مطابق یہ دھرم ہے۔ انھوں نے آگے لکھا:

دیتا ہے۔ ایسے ایک خدا میں یقین کا مطلب دوسرا نہ تمام خداوں کا انکار ہے۔ پھر خدا ہی نہیں بلکہ خدا کا پیغام لانے والے بھی چند مخصوص افراد (رسول) ہیں۔ یہ تصور تمام عقیدوں اور مذہبی روحانیات کے سلسلے میں شدید نفرت کا مزان پیدا کرتا ہے۔ ہندو مذہب اور مذہبی رہنماؤں تصور کے نتیجے میں حریف بن جاتا ہے۔ اسی سے ساری عدم رواداری، تغیریق، انتشار اور فتنہ و فساد جنم لیتا ہے۔

اسلام اور عیسائیت کے معاملے میں یہ مفکرین انتہائی متشدد ہیں اور ان کے سلسلے میں معمولی نرمی بھی برداشت نہیں کرتے۔ عہد متوسط کی پوری تاریخ کو وہ خون ریزی اور جنگ وجودی جدال کی تاریخ بتاتے ہیں اور اس کے لیے ان مذاہب کو ذمے دار قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح دور جدید کی ساری سیاسی تکمیل، طبقائی جدال، معاشری مفادات کے مکاروں، دہشت گردی، مذہبی عدم رواداری اور سارے فسادات کی جزوں بھی

اسلام اور عیسائیت کے تصورات میں تلاش کرتے ہیں۔

سنگھ کے مفلکرین میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سنگھ کے لوگوں کا خیال کے نقطہ نظر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سنگھ کے لوگوں کا خیال اپنے ہمہ مذہبی مسماں کے مبنی دلائل کے تصورات میں تلاش کرتے ہیں۔

”اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ ایک عام مسلمان اتنا ہی اچھا یا خراب ہوتا ہے جتنا ایک عام ہندو یا کسی بھی نسل، مذہب یا تہذیب سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی عام آدمی۔ اصل مسئلہ ایک انسان کی حیثیت سے مسلمان کا وجود نہیں ہے بلکہ ایک نظریے کی حیثیت سے اسلام کا وجود ہے۔“

سنگھ کے اکثر انشوروں کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں صوفی پرمنی روحانیات اور صوفیا کے افکار کو پسند کی لگاہ سے دیکھتے ہیں اور صوفی اسلام کو ہندوستانی تہذیب سے ہم آہنگ سمجھتے ہیں لیکن واں آف انڈیا کے مصنفوں کے نزدیک صوفیانہ افکار بھی اسلام کے منتشر کا حصہ نہیں ہیں۔ اس لیے ان کو بھی ہندستانی تہذیب کا حصہ نہیں سمجھا جاتا۔ ایک مصنف لکھتے ہیں:

”ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خلیج کوکم کرنے اور ایک مشترک تہذیب کی بنیادیں ڈالنے میں صوفی روایات کے کردار کے بارے میں بہت زیادہ مبالغہ سے کام لیا گیا

لال جین (۱۹۲۳ء)، ارون شوری (پیدائش: ۱۹۳۱ء) اور ایس گرو مورتی (پ: ۱۹۳۹ء) جیسے معروف صحافی بھی شامل رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ہرش نارائن، سہاس مجددار (وفات ۱۹۷۵ء)، ابھاس چڑھی (پ: ۱۹۷۲ء)، شری کانت تاکیبیری (پ: ۱۹۵۸ء) جیسے مصنفوں کی ایک بھی فہرست اس سے وابستہ ہے۔ بعض مغربی مصنفوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے میں وہ کام یا بہ ہوئے ہیں جن میں مشہور اسلام مخالف مصنف ڈینل پاپس (Daniel Pipes) امریکہ، فرییک مورالس (Dr. Frank Morales) امریکہ، مصنف جو خود کو ہندو قرار دیتے ہیں اور اپنا نام دھرم پرور تکا اچاریہ رکھا ہے۔ پ: ۱۹۳۹ء، صدر ڈل ایسٹ فورم، Elst

نیکجم سے تعلق رکھنے والے ہندو توکے کٹھ حامی مصنف، پ: ۱۹۵۹ء، ایشورشن (کنڑا سے تعلق رکھنے والے ہندو کنورث، عرف سوامی دیوانند سرسوتی)، ڈیوڈ فراؤلے (David Frawley)۔ عرف وادی پوشتری، ویدوں اور یوگا کے امریکی اچاریہ، پ: ۱۹۵۰ء) اور این آر آئی راجیہ مہوترا جیسے لوگ شامل ہیں۔

واں آف انڈیا اور سنگھ کے فکر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ سنگھ کو اصلاً مسلمانوں کی تاریخ ان کی تہذیبی شناخت، سیاسی اثر اور ان کے بعض رویوں سے اختلاف ہے جب کہ واں آف انڈیا کے اختلاف کی بنیاد خود مذہب اسلام اور اس کے اصول و اعتقادات ہیں۔ ہمارے خیال میں واں آف انڈیا کے نظریہ سازوں کے چند اہم قابل توجہ خیالات حسب ذیل ہیں:

الف) توحید پر مبنی مذاہب کو دنیا کے فتنہ و فساد کی جریب سمجھنا

اس نظام فکر کی اصل اڑائی عقیدہ توحید اور اس عقیدے پر مبنی مذاہب یعنی اسلام اور عیسائیت سے ہے جنہیں وہ سامی مذاہب (Semitic Religions) کہتے ہیں۔ وہ ان دونوں مذاہب کو دنیا کے تمام مسائل کی جڑ قرار دیتے ہیں۔ گیتا کی ایک مخصوص فلسفیات تعبیر کا سہارا لیتے ہوئے دونوں مذاہب کے عقائد، روحاںیت، عبادات وغیرہ سے متعلق نظام کو تاماک (اندھیرے یا لا علی کی پیداوار) اور راجسک (شدت جذبات کی پیداوار) قرار دیتے ہیں۔ ان مذاہب کے تعلق سے ان کے نقطہ نظر کا خلاصہ یہ ہے کہ سامی مذاہب کا خدا ایک ایک مشترک تہذیب کی بنیادیں ڈالنے میں صوفی روایات ”حاسد خدا“ (jealous god) ہے جو کسی اور خدا میں اعتقاد کو بالکل برداشت نہیں کرتا اور دوسرے خداوں کو شیطان قرار

تحریکیوں کا خیال یہ ہے کہ عیسائیت اصلًا مشرق وسطیٰ کا نامہ بہے جو تاریخ کے ایک دور میں مغربی اقوام پر مسلط ہو گیا تھا۔ مغربی اقوام کی اصل روایت، یونان و روم کی قدیم بہت پرستی کی روایت ہے اور اب دوبارہ مغربی اقوام کو اسی روایت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ سو روپیوں کے مطابق اس وقت امریکا میں تقریباً پندرہ لاکھ لوگ خود کو ان جدید مشرک مذاہب، (modern paganism) سے وابستہ تھا تھے ہیں اور یہ تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ برطانیہ کے مشرکین کے وفاق (Pagan Federation of Great Britain) کا دعویٰ ہے کہ برطانیہ میں دواکھ لوگ نئے مشرکانہ مذاہب کو مانتے ہیں۔

جرمنی، بیکم، آسٹریا، روس، سویڈن اور دیگر Scandinavian ممالک، مشرقی یورپ، تھقازی علاقے، افریقہ، جنوبی امریکا، آسٹریلیا، جنین، جاپان، غرض یہ کہ دنیا کے ہر علاقے میں اب یہ تحریک زور پکڑ رہی ہے۔ اس وقت مغربی ممالک میں اس کی متعدد قسمیں موجود ہیں۔ وکا (Wicca) پچاس سال پہلے

انگلستان میں پیدا ہوئے والا ایک مشرکانہ مذاہب، دیویوں کی تحریک (Goddess Movement) جدید فیمینیٹ موومنٹ کے طبق سے پیدا ہونے والی ایک روحانی تحریک جس میں خداوں کو عورتوں کے روپ میں دیکھا جاتا ہے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے، یہ تحریک مذہب (Heathenry) ہے۔ اسے جرمن زبان بولنے والوں میں پائی جانے والی مذہبی تحریک جس میں قدیم جرمن دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی ہے، درودی تحریک (Druidry) ہے۔ اس تحریک کے نتیجے میں پیدا شدہ تشویش کی

پیداوار اس تحریک کے ماننے والے نظرت، فطری وسائل، باتات، حیوانات، غیرہ کو مقدس اور خدائی وجود کا حصہ مانتے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ایل جی بلی مشرکین (جوں کہ ہم جنس پرستی اور دیگر مخفف جنسی رحمانات کی دنیا کے اکثر بڑے مذاہب نہ مذمت کرتے ہیں اس لیے ان لوگوں نے قدیم مشرکانہ میتھا لوگی سے اپنے رحمانات کے حق میں دلیلیں تلاش کر لی ہیں اور ان ہی مشرکانہ مذاہب کو ایل جی بلی دوست مذاہب سمجھ کر انھیں قبول کر لیا ہے)، جادو ٹونے کے قائمین (modern witchcraft)، یہ دیویوں کے بعض پر اسرار روحانی فرقے وغیرہ ان کی کچھ نمایاں مثالیں ہیں۔ اسی طرح علاج معالجے کے قدیم طریقے، نفسیتی صحت کے نظریات، پہنچن، غذا سے متعلق مختلف تصورات وغیرہ کی بنیاد پر بھی ایسے بہت

سے مشرکانہ نظریات وجود میں آئے ہیں جو مختلف قدیم مشرکانہ

میں اناپرستی اور دوسروں سے بغیر رکھنے اور انھیں مسترد کرنے کی نفیتیات پروان چڑھتی ہے۔

”ہندوؤں کے قدیم ترین محبنوں یعنی ویدوں میں کئی دفعہ متعدد خداوں کو ایک ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ ان سب خداوں کو (ایک محفل میں) جمع کر کے ان کی پرستش کی گئی ہے اور کسی بھی خدا کو اس سے کوئی ناراضی نہیں ہوئی۔ وید ک خدا، آپس میں دوستی و خبرگزاری کے ساتھ رہتے ہیں، ایک دوسرے کو مسترد نہیں کرتے۔ چینی، مصری، یونانی، رومی، اور دیگر قدیم تریقی یافتہ تہذیبیں بھی اس معاملے میں ہندوؤں کے ساتھ اشتراک رکھتی ہیں۔ یونانیوں کو ہندوؤں کے خداوں میں اپنے خدا کی تلاش میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ یہ صرف سماںی روایت ہے کہ (وہ) دوسروں کے خداوں کو بالآخر (سبتھے) ہیں، بلکہ شیطان (ماننے) ہیں۔ (یہ تصور نفرت اور عدم رواداری کی فروع ہدیا ہے)“

”جس طرح تیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتے، حق اور ناقص برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح ساتن دھرم اور اسلام و عیسائیت بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ (انھیں برابر کہنا) ہندوستان کے پانچ ہزار سال روحانی تصورات کا مذاق ہے۔ ایسے خیالات سماں جو غالباً قرآن اور برائی کی گہرائیوں میں غرق کر کے رکھ دیں گے۔“

اس طرح یہ مفکرین وحدت ادیان کے مقابلے میں وحدت دین کے قائل ہیں اور ساتن دھرم ہی کو واحد سچا دھرم مانتے ہیں۔ خود ساتن دھرم میں خداوں کی تعداد، خصوصیات اور الہیاتی فلسفوں کے سلسلے میں جو تنوع پایا جاتا ہے، اس کو تو قبول کرتے ہیں بلکہ اس معاملے میں دیگر غیر ہندو مشرکانہ مذاہب کے سلسلے میں بھی رواداری کا اظہار کرتے ہیں، لیکن عیسائیت، اسلام اور توحیدی مذاہب کا درضوری سمجھتے ہیں۔

(ج) شرک اور کثرت پرستی (polytheism) کا اثبات اور اس کی پرزور و پر جوش تبلیغ

دنیا کی تاریخ میں شرک یا کثرت پرستی (polytheism) کی پر جوش تبلیغ شاید بھی نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے بر عکس عہد وسطیٰ میں بھی اور عہد جدید میں بھی مشرکانہ مذاہب کے اندر تو حیدری طرف رجوع کی بہت سی اصلاحی تحریکات انجیں۔ عہد وسطیٰ کی بھتی تحریک، سکھت، سائی با بابا کی تحریک اور عہد جدید میں آریہ سماج کی تحریک وغیرہ سب شرک اور اصنام پرستی کی مخالف تحریکیں تھیں۔ آرالیں ایں اور بعض ملکوں کی دیگر مقامی تحریکیں زیادہ سے زیادہ شرک اور اصنام پرستی کے سلسلے میں رواداری اور مقامی تہذیبی مظہر کے طور پر اس کے احترام کی طرف سفرانہائی تیز کر دیا ہے۔ یہ ورلڈ و یو خداوں کا کائنات کے باہر کی کوئی ہستی تسلیم کرتا ہے۔ (اسلام اور عیسائیت یہ یقین پیدا کرتے ہیں کہ) فطرت اور وسائل فطرت میں کوئی تقدس یا الوہیت نہیں ہے۔ حیوانی اور باتاتی دنیا میں انسان کی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور انسان ہی خدا کی پسندیدہ خلائق ہے (جس کے لیے باقی خلائق، بطور وسائل فراہم کی گئی ہیں)۔ ہماری یہ زندگی، قیامت تک واحد زندگی ہے (اور ان وسائل سے فائدہ صرف اسی ایک زندگی میں اٹھایا جاسکتا ہے)۔ اس ورلڈ و یو نے انسانوں کے درمیان حد سے زیادہ استھانی، غیر تحفظ پسند (non-conservationist) مادہ پرست، صارفیت پسند طرز زندگی کو عام کیا ہے جو محلیاتی بحران کے لیے اصلاحی تحریکوں پر بھی شدید تقدیم کی ہے جو کسی نہ کسی درجے میں تو حیدری قائل رہی ہیں۔ وہ پہلی بات یہ کہتے ہیں کہ متعدد خداوں پر یقین اور خداوں کے درمیان ہم آہنگی اور میل ملáp کا تصور انسانوں کے درمیان بھی ہم آہنگی اور ملáp پیدا کرتا ہے۔

صرف ایک خدا کو ماننے اور دیگر خداوں کے انکار کے نتیجے ۶۱

ایران امریکا کا ڈیل، کیا گھاٹا پورا کرے گی؟

وہی بابا

لا پید کا کہنا تھا یہ ڈیل تب ہی اچھی ہوگی اگر امریکا خلاف ورزی کی صورت میں فوجی کارروائی کی حکمی بھی دے۔

یہ ڈیل ہے کیا اس حوالے سے ”ہارڑ“ نے ایک تفصیلی

امریکی صدر جو باسینڈن نے اسرائیلی وزیر اعظم یا یئر لا پید سے فون پر گفتگو کی اور ان سے عالمی اور خلیٰ کارروائی کی حکمی بھی دے۔ خیال کیا۔ ایرانی خطرے پر بھی دونوں کارروائی کی بات چیت ہوئی۔ جو باسینڈن نے اس موقع پر امریکی یقین دہانی کا اعادہ کیا کہ امریکا بھی بھی ایران کو ایٹھی تھیار حاصل نہیں کرنے دے گا، اور واثق ہاؤس نے اس پر بیان بھی جاری کیا ہے۔

امریکا سے ایران کی ڈیل اب دونوں کی بات دکھائی دے رہی ہے۔ اگر کسی کو یقین نہیں تو وہ اسرائیلی واپسی کیلئے۔

اسرائیل کے سابق اور حاضر ائمیل جس چیف میڈیا پر مسلسل بیانات دے رہے ہیں۔ وہ اسرائیلوں کو تسلی بھی دے رہے ہیں اور افسوس کا اظہار بھی کر رہے ہیں کہ یہ ڈیل ہوری ہے۔

ساتھوہ اپنی صلاحیت کا بھی بتا رہے ہیں اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم ایران کو ایٹھی طاقت بننے سے ہر قیمت پر روکیں گے۔

اسرائیل میڈیا یا بھی روٹ کر رہا ہے کہ ایران کے اندر کب کب اسرائیل نے کارروائی کی، اسے روکے رکھا اور آئندہ بھی روکے گا۔ سابق اسرائیلی وزیر اعظم ٹھمن نیتن یاہو کا

اس کے ۲۰ دن بعد امریکا اور ایران ایک مشترک بیان جاری کریں گے۔ امریکا ایرانی کمپنیوں سے اشانی پابندیاں

ہٹائے گا اور یہ چوتھا مرحلہ ہوگا۔ ڈیل زیر و سلطی اس پر ہمارے موقف کا حامی ہے۔ نیتن یاہو نے کہا کہ یہ ایسی ڈیل ہونے جا رہی ہے جس کے اثرات بالکل الٹ نکلیں گے۔ یہ ایران کو ایٹھی ہونے سے روکنے نکلے تھے، مگر جو کچھ یہ کرنے جا رہے اس کے بعد صرف ایران ہی نہیں کچھ اور ملک بھی ایٹھی ہو جائیں گے۔

ان کا اشارہ عرب ملکوں بلکہ سیدھی بات کریں تو سعودی عرب کی جانب تھا۔ بات کیونکہ بہت ہی سمجھیدہ ہوری ہے تو

یہاں لمبا سانس لے کر ایک گیت گا لیتے ہیں۔ نام میرا بھی تیرے نام کے ساتھ آئے گا، اور وہ بھی کہ جہاں ماتواہاں ڈالا۔ جدھر سعودی ادھر ہی پاکستانی۔ لیکن بطور ایٹھی ملک اب ہمیں ان باتوں کا عادی ہو جانا چاہیے۔ ہم نے اب تک ذمہ دار ایٹھی ریاست ہونے کا ہی بثوت دیا ہے۔

اسرائیل نے ہر طرح سے امریکا پر دباؤ ڈالا ہے جس کا نتیجہ باسینڈن اور لا پید کی ٹیلی فون کال کی صورت نکلا ہے، جس میں امریکی صدر نے یقین دہانی کرادی ہے کہ ایران کو ایٹھی ملک نہیں بننے دیا جائے گا اور اسرائیلی وزیر اعظم کو تسلی بھی ہو گئی ہے شاید۔

صدر نے حال ہی میں ایران کا دورہ کیا ہے۔ ایرانی سیڑھل بینک کے اعلیٰ عہدیدار اور ازریقی فناں کے ۲۴ فوریوں جا چکے ہیں۔ وہ ایران سے یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کی بھتی بیدار ہے ساری مارکیٹ میں بیچ دو۔ اپنی ضرورت کا تیل ہم سے لے لو۔ اس کے پیسے ہمیں دے دینا۔ آپ کا کام بھی بنے گا، ہمارا بھی اور دنیا کا بھی ہو جائے گا۔

روس بالواسطہ امریکی اور یورپی پابندیوں والے کاغذات سے بھی مغذرات دیا جا کر دکھانے کا پروگرام بنائے گیا ہے۔ پولیکیو کی بھی روپرٹ ایرانی فنکاریاں بتاتی ہے کہ کیسے وہ پابندیوں کے ساتھ رہتا اور ان پابندیوں کے ہوتے ہوئے اپنا کام کانا سیکھے گے ہیں۔

آپ پڑھتے ہوئے یہاں تک آگئے ہیں تو اب بھر پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ مقام اسلامیل نے کچھ دن پہلے ایران کی نیوز ایجنٹی اتنا کو ایک اٹھر یو دیا۔ اس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان ایران سے گیس اور تیل کی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ مقامی کرنی میں اگر ہم ادا بیگی کریں تو ۵۰ کروڑ ڈاریا پور و تک ٹرینی فوری بڑھا سکتے ہیں۔

۵۰ کروڑ ڈالر کافی کم لگتے ہیں۔ اتنے کا تو ہم کسی پر الزام لگا دیتے ہیں آرام سے۔ شروعات چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے ہی ہوتی ہے۔ اپنی تو انی کی ساری ضرورت ظاہر ہے ایران سے پوری نہیں کریں گے۔ اتنی ہی کریں گے جس سے ہم پر ادا بیگیوں کا دباؤ کم ہو جائے اور روپیہ ڈالر کے مقابلے پر جان پکڑ لے۔

اگر آپ کو بھیں آئی تو بس اتنا سمجھیں کہ ڈالر تناڈا ر نہیں رہے گا ہمارے لیے۔ اگر سمجھ آگئی ہے تو شور چا کرافٹ اے اٹیف میں نہ پھنساینا لگو۔

ویسے ہی چلتے چلتے تاتے چلیں کہ افغانستان کا روس کے ساتھ تیل خریداری کا معاہدہ آخری مرحلہ میں ہے۔ اس سے بھی پہلے کابل میں افغان سرمایہ داروں کا وہاں کے اعلیٰ حکام کے ساتھ اجلاس منعقد ہوا تھا جس میں ساری توجہ اسی پر رہی کہ تو انی کے معیارات بنائے جائیں اور اسے عالمی معیار کے مطابق کیا جائے۔ تو انی کہاں سے آسکتی اور کدھر بھوائی جاسکتی ہے۔ یہ خبریں آپ خود ہی ڈھونڈیں اور پڑھیں، بہت کچھ سمجھیں گے۔

ہماری پریشانی معاشری سے زیادہ سیاسی ہے۔ اگر ہم ذرا سیاسی درجہ حرارت کم کریں، اتحاد کے ساتھ آگے بڑھیں اور سفارتکاری میں توازن برقرار کیں تو ہمارے لیے ارگو امکانات کے جہاں پیدا ہو رہے ہیں۔

(بجوارہ: ”دان نیوز ڈاٹ ایڈ وی“، ۲۶ نومبر ۲۰۲۲ء)